5374

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

تمہید

اکثر خیال آتا تھا کہ سر سید علیہ الرحمۃ کے انتقال اور شمس العلما مولانا شبلی نعمانی و مسٹر آرنلڈ کے کالج سے تشریف لیجانے کے بعد علی گڈھ کالج سے تصنیف و تالیف کا سلسلہ بالکل مسدود ہوگیا جو قابل افسوس ہی ان ہی دنوں میں یعنی اواخر سنہ ۱۹۰۱ع میں مولوی بشیر الدین صاحب اڈیٹر اخبار البشیر جنہوں نے اپنے تئیں قومی کاموں کے لیئے وقف کردیا ہی اور قومی ترقی کی دھن میں ہمیشہ لگے رہتے ہیں کالج میں تشریف لائے اور اثنایے گفتگو میں علی گڈھ کالج سے تصنیف و تالیف کا سلسلہ بند ہونے کا ذکر آیا اُنہوں نے فرمایا کہ موجودہ لوگوں کو اگر مستقل تصنیف و تالیف کی فرصت یا قابلیت نہیں ہی تو کم از کم ترجمہ کے ذریعہ سے انگریزی خزانوں کے موتیوں سے اپنی زبان کو مالا مال کیوں نہ کیا جاے اور اس کا مدرسۃالعلوم کی چار دیواری میں بہت اچھا موقعہ ہی کالج کے کئی سو مستعد طلبا میں سے کچھہ ایسے ضرور نکل آئینگے جو انگریزی سے اُردو میں اچھا ترجمہ کرسکیں اور اُن کو کالج بک ڈپو کی طرف سے ترجمہ کا معاوضہ دیا جاے اس طرح سے ایک پنتھہ دو کاج ہونگے طلبا کو مالی امداد ملیگی اُن کو ترجمہ کرنے کی مشق ہوگی اور اس ذریعے سے اُردو زبان کے سرمایہ میں بہت کچھہ اضافہ ہوگا میںنے اس مشورہ پر عمل کرنے کی کوشش کی — مسٹر آرنلڈ و مسز ماریسن کے مشورہ سے چند کتابیں منگا کر بعض طلبا اور ماسٹروں کو ترجمہ کرنے پر آمادہ کیا — یہہ خیال ابھی لوگوں کے دماغوں میں تازہ تھا کہ اُس نے اجلاس کانفرنس سنہ ۱۹۰۲ع منعقدہ دھلی میں انجمن ترقی اُردو کی شکل اختیار کی اور اس کام کو ایک لایق جماعت نے اپنے ہاتھوں میں لے لیا اور میری تحریک کی چنداں ضرورت نرہی مگر کچھہ ترجمے ہوگئے تھے جو بعض وجوہ سے جلد شایع نہ ہوسکے منجملہ اُن کے ایک ترجمہ مس ایجورتھہ ینگ کی مشہور کتاب موسومہ مارل ٹیلز کا ہوا تھا اس کتاب کے اخلاقی قصے مختلف لوگوں کو تقسیم کردیئے گئے تھے — چنانچہ ایک قصہ کا ترجمہ مولوی جلال الدین حیدر صاحب

ایم – اے سابق اسسٹنٹ ماسٹر مدرسۃالعلوم علی گڑھ حال اسسٹنٹ ماسٹر چیفس کالج لاہور نے کیا جو فرانسیسی معلمہ کے نام سے شایع ہوا ہی اور کالج بک ڈپو سے ۸/ قیمت پر دستیاب ہوسکتا ہی — اس قصہ کی تمہید میں مولوی جلال الدین حیدر صاحب نے اپنی وفور محبت سے جو کچھہ میرے باب میں لکھا ہی میں اُس کا مستحق نہیں ہوں درحقیقت ترجمہ کی تحریک کے اصلی محرک مولوی بشیر الدین صاحب اڈیٹر اخبار البشیر تھے جنہوں نے مجھکو یہہ خیال دلایا تھا پس جوکچھہ ترجمہ کی تحریک کے متعلق میرے باب میں کہا گیا ہی وہ مولوی بشیر الدین صاحب کے متعلق سمجھنا چاہیئے – اخلاقی قصوں کے سلسلہ میں ایک قصہ کا ترجمہ مولوی عبدالمغنی صاحب سابق طالب علم مدرسۃالعلوم علی گڑھ نے کیا تھا جو اس وقت پرشیا کے گلدان کے نام سے پبلک میں پیش کیا جاتا ہی اور موقع ہی کہ اُردو داں پبلک اس سے سچائی کا عمدہ سبق حاصل کریگی — اس کے علاوہ بعض اور کتابوں کے ترجمے بھی اُس وقت ہوئے تھے جو آیندہ شایع ہونگے – ولایت حسین آنریری مینجر کالج بک ڈپو مدرسۃالعلوم علی گڑھ *

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پرشیا کا گلدان

تو پاک باش برادر مدار از کس باک
زنند جامۂ ناپاک گازراں بر سنگ

فریڈرک دوئم شاہ پرشیا نے جب سیکسنی کو فتح کیا تو وہاں کی حرفت گاہیں دیکھکر اُسکو اپنے پایہ تخت میں بھی چینی کا کارخانہ قایم کرنے کا خیال ہوا چنانچہ بہت سے کاریگر منتخب کرکے اُن کو اپنے ہمراہ چلنے کا حکم دیا جس میں ایک نوجوان حسین ماہرفن لڑکی تھی جس کی نقاشی کے نمونے کار خانہ کا معائنہ کرتے وقت جب بادشاہ کے سامنے پیش ہوئے تو اُنہیں بہت پسند آئے تھے — وہی مایہ نازو ذریعہ معاش دستکاری اس وقت ان بیچاروں کی جلا وطنی کا باعث ہوئی اُن کو اپنا گھر بار عزیز و اقارب دوست آشنا سبکو چھوڑ بادشاہ کے ہمراہ غیر ملک کو جانا پڑا وہ ماہرفن لڑکی مٹی کے برتنوں پر نقش کیا کرتی تھی اور رنگسازی کے ہنر میں یکتائے فن سمجھی جاتی تھی — مگر جب سے پیارا وطن چھوٹا اُس کے دل پسند ہنر کی صفائی و خوبی بھی جاتی رہی یہہ بیچاری ہمیشہ غمگین اور اُداس رہتی کبھی کبھی جو مارے باندھے کام کرتی تو اُس میں اگلی سی خوبی کا نام بھی نہوتا — اگرچہ ان صناع قیدیوں کا محافظ اس کی غمزدہ صورت دیکھکر اسپر بہت رحم کھاتا تھا مگر بادشاہ کے خوف سے اکثر یہی کہا کرتا تھا کہ اب کے جو بادشاہ سلامت معائنہ کو تشریف لائینگے تو میں تمہاری کامچوری اور سستی کی ضرور شکایت کرونگا ۔

بادشاہ سلامت عنقریب ہی آنے والے تھے کیونکہ گو اُن کو مہمات جہانداری بہت ہی درپیش رہتی تھیں مگر اُنہوں نے مصمم ارادہ کرلیا تھا کہ یہہ کارخانہ قایم کیا جاے — اس لیئے اکثر قدم رنجہ فرماتے تھے تاہم وقت مقررہ پر بادشاہ سلامت کا آنا نہوسکا — یہاں آنے سے قبل وہ یہودیوں کی نمایش میں پاتسدم تشریف لیگئے جہاں اُن کا ارادہ ایک یہودی دستہ طیار کرنے کا تھا باوجودیکہ یہودیوں کی نمایش نہایت دلچسپ تھی مگر نہیں معلوم ایسا کیا امر ناگوار گذرا کہ وہاں سےسیدھے محل سان‌ساوسی میں تشریف لے گئے اور صبح کا باقی وقت داخل تنہائی میں گذار دیا — گذشتہ شب کو بادشاہ کے روبرو ایک انگریز سیاح پیش ہوا تھا جو کچھہ عرصہ پیرس میں نواب لاراگیس کے ہمراہ مٹی کے برتنوں کے متعلق تجربہ کرنے کے لیئے رہا تھا اور اُس نے اس فن کے ماہر مسٹر ویج ووڈ باشندہ ایٹروریا سے اسبارہ میں بہت کچھہ حاصل کیا تھا اور اب شاہ عالم پناہ نے اُس کو اپنے کار خانہ کے نئے تجربوں کا امتحان کرنے کو بلایا تھا — جب یہودی نمایش ختم ہوچکی تو انگریز سیاح حسب فرمان اعلی حضرت برلن میں ظروف سفال کا کارخانہ دیکھنے گیا — اپنے یہاں کی طرز کی عمدگی اور اپنے وطن کی برائی جتانے کو اُس نے وہ نمونے دکھانے شروع کیئے جو اُس کے پاس تھے کل شرفا جو بادشاہ کے استقبال کو حاضر تھے اُس کے گرد جمع ہونے لگے ان میں ایک نواب زادہ آگسٹس لانس کا بھی تھا اس کا مولد تو پولینڈ تھا مگر اس کی تربیت پرشیا میں ہوئی تھی اور پاتسدم کے جنگی اسکول کا تعلیم یافتہ تھا — بادشاہ سلامت نے اس کی عالی حوصلگی اور پرجوش طبیعت پر کئی دفعہ اظہار خوشنودی فرماکے اُس کو اپنے ہمسروں میں خاص طور پر ممتاز کردیا تھا مگر وہ عالی ہمت اور بلند نظر تھا — اس حوصلہ افزائی اور تعریف سے کم ظرفوں کی طرح جامہ سے باہر نہیں ہوا اور نہ خود فراموشی میں مبتلا ہوا — اس کی طبیعی حریت نے اُس غلامی کی صفت سے جسے خوشامد کہتے ہیں اس موقع پر بھی باز رکھا — وہ ہمیشہ بادشاہ سلامت کے خصائل حمیدہ کا بڑا مداح تھا — مگر صرف ہی ذات شاہی کے عیوب بھی اُس کی نظر میں تھے —

اور بعض اوقات دور اندیشی کے خلاف اپنی حیثیت سے گذر کر ایسی بات کہہ بیٹھتا تھا جو چھوٹا منہ بڑی بات کی مصداق ہوتی تھی - اس وقت انگریز سیاح سے وہ اپنے بادشاہ کی بڑی تعریف کر رہا تھا ہر پہلو سے اُس کو بڑھا رہا تھا - اثنائے گفتگو میں کہیں اُس کی زبان سے نکل گیا کہ خود مختار بادشاہ کی حکومت میں واقعی بہت نقصان ہیں اور یہہ کہنے سے اُس کی مراد یہہ تھی کہ گویا اُسکے بادشاہ کی ذات جمہوری سلطنت کے اوصاف کی جامع تھی *

سیاح نے کارخانے میں داخل ہوتے ہوئے نہایت آہستہ سے جواب کے طور پر کہا *

سیاح " خود مختار بادشاہ ! خوب ! یہہ آپ نے کیا فرمایا کیا یہہ شاہ فریڈرک خود مختار نہیں ہیں - کیا اس سلطنت کو آپ شخصی سلطنت نہیں سمجھتے ؟ - ہاں البتہ یہہ ہونہار کارخانہ چند دن میں کریستن کا کارخانہ بن جائے گا اور دنیا کو اس سے بہت فائدہ پہنچے گا — مگر دیکھئے نا — ان کاریگروں کے چہروں سے معلوم ہوتا ہے کہ جنگی قیدی ہیں اور خود مختار بادشاہ کے مفتوح ہیں " *

وہاں بہت سے چہروں سے مایوسی ٹپک رہی تھی اور اکثر پر اُداسی چھائی تھی *

سیاح - " دیکھئے جناب اس سراپا غم و اندوہ کی تصویر کو ملاحظہ فرمائیے - اگرچہ محافظ بھی پاس کھڑا ہے مگر کس بیدلی سے کام کر رہی ہے - یہی اور سب غلاموں کا حال ہے — ہمارے انگریز کاریگر کاش آپ اُن کو دیکھتے اور ہی طرح سے کام کرتے ہیں " — لانسکا " تو کیا آزاد لوگ کبھی بیمار نہیں ہوتے - کیا آپ لوگ اپنے بادشاہ کو الزام دیتے ہیں جبکہ رعیت میں سے کوئی شخص بیمار اور زرد پڑ جاتا ہے - یہہ عورت تو ظاہر ہے کہ بیمار ہے دیکھئے میں محافظ سے اس کی بابت دریافت کرتا ہوں " *

نواب زادہ محافظ کی طرف مخاطب ہوا اور اُس سے جرمن زبان میں باتیں کرنے لگا مگر اس خیال سے کہ مبادا اُس کے بادشاہ پر الزام آئے

انگریزی میں ترجمہ نہ کیا اور واپس آکر سیاح کے ساتھہ دوسری گفتگو چھوڑ دی — تھوڑی دیر میں لوگ بہت جمع ہوگئے اور سیاح اُن کو اپنے نمونے دکھانے میں ہمہ تن مشغول ہوگیا — نواب زادہ فوراً اُس کمرہ میں گیا جہاں وہ صوفیہ کو بڑی بیدلی سے کام کرتے ہوئے چھوڑ گیا تھا اور اُس سے پوچھنے لگا *

نواب زادہ " کیوں — بتاؤ یہہ تمہاری حالت کیا ہی ؟ محافظ کہتا ہی کہ جب سے تم سرکسی سے آئی ہو کوئی کاریگری تم نے نہیں دکھائی اگرچہ مجھے (ایک برتن کی طرف اشارہ کرکے) یہہ برتن بھی تمہارے ہی ہاتھہ کا رنگا ہوا ہی — کیوں ؟ *

صوفیہ " ہاں جناب رنگا تو میں نے ہی ہی مگر بڑی منحوس گھڑی کا رنگا ہی — نہ میں اُس کو رنگتی نہ بادشاہ سلامت اُس کو پسند فرماتے اور نہ میں اس وقت ——— بیچاری صوفیہ کو اپنے وطن کی یاد اور اپنے عزیزوں کا خیال ایسا آیا کہ اُس کی زبان بند ہوگئی اور آگے ایک لفظ نہ کہہ سکی *

نواب زادہ "ہاں — اچھا تو تم اس وقت اگر یہاں نہ ہوتیں تو سرکسی میں ہوتیں — مگر اب تم سرکسی کو بھول جاؤ یہاں بھی تو خوش رہ سکتی ہو *

صوفیہ " جناب کیسے بھولوں — میں تو اپنے وطن کو بھول نہیں سکتی — میرا دل وہاں کی آب و خورش سے بنا اور پلا ہی اور میرے عزیزوں کے اخلاص پیار سے اُس کی پرورش ہوئی ہی — نہ وہ دل بدل سکتا ہی نہ میں سرکسی کو بھول سکتی ہوں " — ایک کاریگر (نواب زادہ کے پاس آکر) " جناب ——— سرکسی میں اُس کی شادی ہونے ہی والی تھی کہ وہ یہاں کھینچ بلائی گئی بیچاری کی سارے عیش و آسایش کی زندگی خاک میں مل گئی " *

نواب زادہ " کیا اُس کا شوہر یہاں نہیں آسکتا اُس کی شادی تو یہاں بھی ہوسکتی ہی " *

کاریگر (نہایت دبی آواز سے) " وہ تو یہاں آگیا ہی — برلن میں چھپ کر رہتا ہی مجھے اُمید ہی کہ آپ اُس کو گرفتار نکرینگے " *

نواب زادہ " نہیں میں نہ کسی کو گرفتار کرایا ہی نہ اُس کو کراونگا اُسکو چھپانے کی کیا ضرورت ہی ؟ " *

کاریگر " بادشاہ سلامت کی یہی خوشی ہی کہ صوفیہ اب اُس کو اپنا شوہر نہ بنائے آپ کوتو معلوم ہوگا بہت سی عورتیں جواسیطرح سپکنسی سے آئی ہیں مجبور کی گئی ہیں کہ وہ اہل پرشیا سے شادی کریں — صوفیہ بھی ایک شخص کے حصہ میں آئی ہی' جو کہتا ہی کہ اگر صوفیہ نے اُس سے ایک ماہ کے اندر اندر شادی نہ کرلی تو وہ بادشاہ سلامت سے بغیر شکایت کیئے نہیں رہنے کا — محافظ صاحب بھی اُس کی سستی و کاہلی کی شکایت خداوند نعمت سے کرنے کو ہیں — اگر اُس نے اپنی حالت درست نہ کی تو اب اُس کی خیر نہیں نظر آتی — ہم تو اُس سے بہت کچھ کہتے ہیں مگر اُس کی سمجھ تو کچھ ماری سی گئی ہی — وہ آدھا دن دیوانوں کی طرح بیکار و ملول بیٹھے بیٹھے کاٹ دیتی ہی — ہمیں اُس پر بڑا رحم آتا ہی — مگر بادشا سلامت مالک ہیں — وہ خوب جانتے ہیں — اُن کا حکم ماننا چاہیئے " *

نواب زادہ (طیش میں آکر) کم ہمت — بزدل — تم غلاموں سے بدتر ہو — تم ظالم خود مختار بادشاہ کی حکومت میں رہنے کے لایق ہو — کیا — "بادشاہ سلامت خوب جانتے ہیں — اُن کا حکم ماننا چاہیئے خواہ وہ انصاف و انسانیت کے خلاف ہی حکم کیوں نہ دیں ؟ " *

نواب زادہ یہہ کہکر خاموش ہوگیا — سب لوگ حیران انگشت بدندان کھڑے تھے مگر صوفیہ کے چہرہ سے وہ مایوسی کی تاریکی دور ہوگئی اور اُمید کی خوشی سے اُس کی پیشانی چمکنے لگی — اُس نے اپنا کام چھوڑدیا اور دوڑکر نواب زادہ کے قدموںپر گر پڑی اور گڑگڑاکر کہنے لگی

صوفیہ " آپ مجھے بچا لیجئے — آپ بچاسکتے ہیں — آپ میں ہمت اور جرات ہی اور آپ نواب ہیں آپ بادشاہ سلامت سے عرض کرسکتے ہیں — مجھے اس نفرت انگیز شادی سے بچالیجیئے " *

جتنے شرفا انگریز سیاح کے گرد و پیش کھڑے تھے جب اُنہوں نے کاریگروں کا غیر معمولی ہجوم دیکھاتو سب کے سب ادھر بڑھے — صوفیہ ان کو دیکھکر اٹھہ کھڑی ہوئی . اور چپکے سے جاکر اپنے کام میں لگ گئی — نواب

زادہ سپاہ کا ہاتھ پکڑ باہر چلدیا اور نہایت بلند آواز میں کہنے لگا *

نواب زادہ لانسکا " آپ سچ فرماتے ہیں - بیشک آپ کا کہنا نہایت بجا ہی فریڈرک ظالم ہی - مگر میں اُس کے شکار کو اُس سے کس طرح

البرٹ " جناب اس درشتی و تندی سے آپ کسی کو نہیں بچاسکتے - یہہ تیز مزاجی و کوتاہ اندیشی آپ کے کسی کام نہیں آنے کی - ہاں الٹا آپکو خطرہ میں ڈالدیگی " *

نواب زادہ نے اپنے دوست کو نہایت سخت نفرت و حقارت کی نظر سے دیکھکر کہا *

لانسکا " تو جناب یہہ آپ کی پست ہمت دور اندیشی بھی کسی کو نہیں بچاسکتی - آپ شوق سے دور اندیش ہوجیئے میں تو ہمت پسند کرتا ہوں " *

" البرٹ " تو کیا دور اندیشی و ہمت ایک دوسرے کی ضد ہیں ؟ " *

نواب زادہ - یہہ تو میں جانتا نہیں کہ ایک دوسرے کی ضد ہیں یا نہیں ہیں ہاں اس وقت میں آپسے آپ کے بیہودہ اصول منطق کے موافق گفتگو نہیں کرسکتا - آپ کے لیئے تو صرف منطق ہی ایک چیز خدا نے پیدا کی ہی اس سے بہتر تو آپ کو کچھہ معلوم ہی نہیں ہوتا " *

البرٹ " جناب نہیں - نہیں آپ کی گفتگو کو تو میں دیکھے منطق پر بھی ترجیح دیتا ہوں — آپ ہروقت منطق کے عمدہ اصولوں کو کتنا کچھہ برا بھلا کہتے ہیں - مگر میں آپ سے گفتگو کرنے سے باز نہیں رہتا " یہہ کہتے ہوئے البرٹ مسکرایا بھی کہ کہیں اُس کا دوست بھی ہنس دے مگر اُس پر کسی چیز کا اثر نہ ہوا *

نواب زادہ " آپ بجا فرماتے ہیں — آپ کے لیئے تو منطق و علم فصاحت کی مشق ضروری ہی آپ کا کام ہی ایسا ہی — مگر میں تو

ایک سیدھی آدمی ہوں ــــ میرے کام کے ہتھیار اور میرے جذبات اور ہیں *

البرٹ "خیر ــــ میں بحث کو زیادہ طول نہیں دینا چاہتا مجھے آپ کے ہتھیاروں کی عمدگی میں کلام نہیں صرف اتنا کہدینا ضروری سمجھتا ہوں کہ میرے ہتھیار بھی گو وہ قلم اور زبان ہی ہوں آپ کی خدمت کے لیئے عندالضرورت ہمیشہ حاضر ہیں ــــ میں ہمیشہ آپ کے فائدہ اور نفع کی بات کہنا چاہتا ہوں" اس سنجیدہ اور محبت بھرے جواب سے لانسکا بہت متاثر ہوا اور البرٹ کا ہاتھ ہاتھ میں لیکر کہنے لگا *

لانسکا نہیں معلوم مجھے کیا کیا کچھہ پیش آتا اگر مجھے آپ جیسے دوست نہ ملے ہوتے ــ والدہ صاحبہ اکثر یہی فرماکرتی ہیں ــــ مگر اب یہہ فرمائیے کہ ہم اُس بیچاری عورت کے لیئے کیا تدبیر کریں ــــ کچھہ نہ کچھہ کرنا ضرور چاہیئے " *

کافی غور و تامل کے بعد یہہ قرار پایا کہ بادشاہ کی حضور میں ایک عرضی گذرانیں بات یہہ تھی کہ شاہ فریڈرک اپنی رعیت کی ادنی ادنی درخواستوں پر بھی بہت التفات کرتا تھا ــ غرض ایک عرضی صوفیہ کے متعلق حضور شاہ میں بھیجی گئی اور نہایت تشویش کے ساتھہ صدور حکم کا انتظار ہونے لگا *

شاہ فریڈرک جب کبھی پاٹسڈم تشریف لاتے تھے تو لانسکا کی والدہ کے ہاں ضرور تشریف لاتے اور عزت افزائی فرماتے ــ لانسکا کی والدہ بہت ضعیف العمر مگر انتہا درجہ کی قابل بیگم تھیں ــ وہ اپنے یہاں ایک مجلس منعقد فرمایا کرتی تھیں جس میں دور دور سے علما و فضلا آکر شریک ہوتے تھے خاص کر فرانس کے ادبا جو اس وقت فریڈرک اعظم کے دربار میں تھے اکثر شریک جلسہ ہوتے تھے ــــ صوفیہ کی بابت عرضی دیئے بہت دن نہیں ہوئے تھے کہ بادشاہ سلامت اس مجلس میں رونق افروز ہوئے ــ جب علمی گفتگو ختم ہوچکی تو شاہ فریڈرک نے انگریز سیاح سے مخاطب ہوکر فرمایا *

بادشاہ "کیوں صاحب — ایچ ووڈ نے تو باربرنی کے گلدان کی نقل اُتاری ہی نا ؟ " *

سیاح (نہایت ادب سے) " ہاں حضور وہ نقل اصل سے اسقدر مشابہ تھی کہ بڑے بڑے مبصر بھی نقل کو اصل سے تمیز نہیں کرسکتے تھے " *

سیاح نے اس گلدان کی بہت تعریف کی اور ایک شاعر کے چند شعر بھی اس گلدان کی تعریف میں اعلی حضرت کو سنائے — بادشاہ سلامت خود بھی شاعر تھے — اس لیئے اشعار کو نہایت غور سے سنکر فرمایا کہ ہم اپنے پرشیا کے گلدان کی تعریف میں خودشعر کہینگے *

سیاح نے یہہ سنکر اُس گلدان کے دیکھنے کی آرزو ظاہر کی بادشاہ سلامت نے فرمایا *

بادشاہ سلامت " ہمارا ارادہ ہی کہ پرشیا کے گلدان کے نام سے ایک گلدان بنوائیں جس کے لیئے انعام دیا جاے — ہمیں اُمید ہی کہ اس طریقہ سے جو گلدان تیار ہوگا وہ نہایت ہی نفیس اور حسب دلخواہ ہوگا — انسان مقتدر اہل الراے ہو تو ہر فن اور ہرہنر کے نمونے حاصل کرسکتا ہی — انسان کے دل انسان کے ہاتھہ اٹلی اُنگلستان اور پرشیا سب جگہہ یکساں ہیں پھر کوئی وجہ نہیں کہ ہم کامیاب نہوں اور ایسا عمدہ گلدان جیسا کہ باربرنی کا ہی یا ایچ ووڈ والی اُس کی نقل ہی نہ بنواسکیں — مجھے خوب معلوم ہی کہ ہمارے ملک میں بڑے لایق اور قابل اہل فن موجود ہیں — (لانسکا کی طرف دیکھکر) برلن کے کارخانہ میں ایک عورت ہی جو اپنے شوہر کے ساتھہ اپنے وطن سیکسنی کو واپس جانا چاہتی ہی چنانچہ اُس کو بھی دوسرے جنگی قیدیوں کی طرح اپنی رہائی کے لیئے فدیہ ادا کرنا چاہیئے اگر روپیہ نہیں دے سکتی تو کوئی ایسا کام بناے جو اُس کا بدل ہوسکے — البتہ سستی اور کاہلی پر میں کسی کی کچھہ رعایت نہیں کرسکتا — بادشاہ وقت کا حکم خواہ وہ آئین جہانداری کے موافق ہو یا نہو ماننا چاہیئے یہہ فرماکر بادشاہ سلامت وہاں سے تشریف لیگئے اب لانسکا کے دوستوں کو معلوم ہوا کہ وہ لانسکا کے کوتاہ اندیش الفاظ ضرور بادشاہ سلامت

کے کان تک پہنچ گئے اس خیال کے پیدا ہوتے ہی سب کو لانسکا کی جان معرض خطرہ میں نظر آنے لگی — مگر جب بادشاہ سلامت نے وہی لطف و کرم مرعی رکھا اور بارگاہ دولت میں اُسی الطاف و امتیاز سے مخصوص فرمایا جو اُس واقعہ سے پہلے معمول تھا تو لوگوں کو نہایت حیرت ہوئی - نواب زادہ کی طبیعت میں سماجت اور خلوص نہایت اعلی درجہ کا تھا یہہ صورت دیکھکر بادشاہ سلامت کے قدموں پر گرپڑا اور نہایت ادب و انکسار کے ساتھہ اپنے بیجا الفاظ کی معذرت کرنے لگا *

لانسکا — " خداوند نعمت مجھے معاف فرمائیں - غصہ میں میری زبان سے حضور کی شان میں ظالم کا سخت بیجا لفظ نکل گیا ہی " *

بادشاہ سلامت " میرے عزیز — تم ابھی بچے ہو اور بچے ہوتے ' بیوقوف ہوتے ان کی باتوں کا میں برا نہیں مانتا — جب تم بڑے ہوگے تو خود جان لوگے کہ ایک ایسے بادشاہ کی دالخلافہ میں رہ کر جسکو تم ظالم سمجھتے ہو بے سوچے سمجھے زبان کھولنا دانشمندی اور دور اندیشی کے سراسر خلاف ہی " (صوفیہ کی عرضی نکالکر) لو اپنی صوفیہ کی عرضی لو *

عرضی پر حسب ذیل حکم تحریر تھا *

" سب کاریگر ایک ایک گلدان بنانے میں اپنی اُستادی دکھلائیں اور اس ماہ کے آخر تک باب عالی میں پیش کردیں جو گلدان سب سے اچھا ہوگا اُس کا نام پرشیا کا گلدان رکھا جائیگا اور بنانے والے یا والی کو اپنے زوج کے انتخاب میں آزادی دیجائیگی نیز وہ اپنے وطن کو واپس جاسکیگا یہیں سکونت اختیار کرنے پر اُس کو پانسو روپیہ کا انعام بھی ملیگا — ہر کاریگر کو چاہیئے کہ اپنے گلدان پر اپنا نام ضرور لکھدے تاکہ انعامی گلدان کے ساتھہ اُس کا نام بھی یادگار رہے *

جب صوفیہ کو یہہ خبر معلوم ہوئی تو حقیقت میں اُس کے مردہ جسم میں جان سی پڑگئی دل میں اطمینان کے ساتھہ اس کام کے کرنے کے لیئے ایک خاص جرات اور ہمت پیدا ہوگئی دل کی افسردگی بالکل دور ہوگئی — خوش خوش اُس نے خدا کا نام لیکر کام شروع کردیا — اُسی پر کیا حصر تھا سب کاریگر خوش تھے کسی کو وطن جانے کا شوق

تھا کوئي انعام ملنے کي اُميد ميں بے اختيار ہوا جاتا تھا کسي کو اپنے نام کي شہرت کا خيال تھا غرض ايک تازي اُميد نے سب کے کانوں ميں کچھہ ايسا منتر پھونک ديا تھا کہ ہر ايک يہي سمجھتا تھا کہ اُسي کا گلدان پرشيا کا گلدان ہوگا اور اس لیئے سب جان توڑ کر کوشش کر رہے تھے ليکن صوفيہ کي محنت اور جانفشاني سب سے زيادہ تھي اُس کي ان تھک کوششوں کي کچھہ انتہا نہ تھي — کاريگر اپنے نمونے خوش مذاق لوگوں کو دکھاتے اور اُن کي صلاح کے موافق بعض ترميميں بھي کرتے تھے غرض انعام جيتنے کے لیئے سارے جان کر رہے تھے — صوفيہ نے بھي جب اپنا گلدان تيار کرليا تو والدہ لانسکا کي خدمت ميں لارکھا اُنھوں نے اُس کي نہايت تعريف کي اور صوفيہ کو انعام ملنے کي توقع دلائي اب صوفيہ کي پس و پيش ميں پڑي کبھي ٹوٹتي اور کبھي بندھني اُميد کو کچھہ تقويت ہوگئي امتحان کے دن سارے گلدان شاہي محل سرا کے ايک کمرہ ميں حسب الحکم اعلی حضرت ترتيب سے رکھے گئے اور خداوند نعمت اُن کے معائنہ کو خود بہ نفس نفيس اُس کمرہ ميں تشريف لیگئے — نواب زادہ لانسکا اور چند دوسرے امراء عالم پناہ کے ہمراہ تھے مگر کوئي کچھہ کہہ نہيں سکتا تھا بادشاہ سلامت نے ادھر اُدھر گلدانوں کو غور سے ملاحظہ فرماتے فرماتے ايک کو پسند فرمايا اور کہا کہ يہہ پرشيا کا گلدان کہلائے جانے کے قابل ہی — نواب زادہ لانسکا نے فوراً بادشاہ سلامت کو صوفيہ کا نام دکھلايا اور وہانسے سيدھا اپنے مکان کو روانہ ہوا يہاں صوفيہ معہ اپنے شوہر کے سخت تشويش سے اپني قسمت کے فيصلہ کا انتظار کر رہي تھي — انعام کي خبر سنکر وہ بيحد خوشي ہوئي خدا کا ہزار شکر کرتي تھي اور نواب زادہ و بيگم صاحبہ کي ہمدردي کي ممنون تھي *

دوسرے دن صبح کو اُس کي شادي قرار پائي کہ اپنے وطن کو بالکل فائزالمرام ہوکر جائے اس لیئے ہر قسم کي طياري کرنے کے لیئے وہ بيگم صاحبہ سے رخصت ہورہي تھي کہ دروازہ پر شور سنائي ديا معلوم ہوتا تھا کہ کوئي دربان سے لڑ رہا ہی — لانسکا فوراً باہر آيا تو ديکھا کہ دروازہ پر سارا کمرہ شاہي پولس سے بھرا ہی ' نہايت متعجب ہوکر اُس نے اُن کے آنے کا سبب دريافت کيا تو اُن کے افسر نے کہا *

افسر پولس " کیا لانسکا آگسٹس آپ هي کا نام هی ؟ " *

نواب زاده— هاں لانسکا مجھي کو کہتے هیں تمہارا مجھسے کیا مطلب هی ، یہه بیوقت کیوں هجوم کیئے هو ؟ " *

افسر — " هم یہاں حضرت عالم پناهي کے حکم سے آئے هیں – کیا اس مکان میں ایک عورت مسماة صوفیه هی ؟ " *

نواب زاده — " هاں هی — تم اُس کا کیا کروگے ؟ " *

افسر " هم اُس کو اپنے ساتهه لیجائینگے اُسے سیکسنی وسا میں اُس کے وطن مسن کو پہنچانا هی اور اے چهوتے نواب بادشاه سلامت نے آپ کي گرفتاري کا حکم دیا هی آپ کو همارے ساتهه قلعه رسوانڈا میں چلنا هوگا " *

نواب زاده (نہایت تعجب اور غصه میں) " کیا کہا گرفتاري ! میري گرفتاري ! کیوں ؟ گرفتاري کا سبب بهي تو بتلاؤ — اس عتاب شاهي کي وجه کیا هوئي آخر کچهه تو کہو بیگم صاحبه کو دیکهه کر جو اس وقت لانسکا کو دیر هونے پر خود تشریف لے آئي تهیں لانسکا چپ هوگیا اور والده کے کہنے پر مجبور هوا که سپاهیوں کے ساتهه هولے *

بیگم صاحبه (بیٹے کی گرفتاری معلوم کرکے) " اچها تو لانسکا تم لڑتے کیوں هو — اس سے تو کچهه حاصل نهیں تم ان کے ساتهه هوجاو — خدا تمہارا حافظ هي تمہاري عصمت اور داد شاهي سے مجهے کامل اُمید هی که تم عنقریب هي واپس آجاوگے " *

نواب زاده سپاهیوں کے ساتهه چلاگیا مگر اب اُس کي ماں کي عجیب حالت تهي پہلے تو اُسنے بهیجدیا مگر اب دل بیقرار هورها تها دم بهر چین لینا دوبهر هوگیا آگے تو جب کبهي کچهه عرض معروض هوتي بادشاه کے پائتسدم تشریف لانے پر کرلیا کرتي تهي اب یہه کیسے هوسکتا تها که انسکا کي نسبت دریافت حال کے لیئے وه اُن کا پائتسدم میں بیٹهي انتظار کرتیں جو گهڑي گذرتي تهي بے چیني زیاده هوتي جاتي تهي ناچار بعجلت

تمام محل شاہي کو روانہ ہوئیں کہ اعلی حضرت سے اپنے فرزند کي گرفتاري کا سبب دریافت کریں اور رہائي کي تدبیر سوچیں — محلسراے شاہي میں پہنچکر اُن کو خداوند نعمت کا بہت انتظار کرنا پڑا کیونکہ بادشاہ سلامت پریڈ کا ملاحظہ کررہے تھے — ایک عرصہ کے بعد جب بادشاہ سلامت تشریف لائے تو سب سے پہلے بیگم صاحبہ سے گفتگو فرمائي " *

بادشاہ سلامت " مجھے یقین ہی کہ بیگم صاحبہ آپ اپنے بیٹے کي بیوقوفي اور نمکحرامي میں شریک نہیں ہیں " *

بیگم صاحبہ " میں تو لانسیا کو ہرگز ایسا نہیں سمجھتي کہ کوئي کام نمکحرامي کا اُس سے سرزد ہوا ہو — ہاں کوئي بیوقوفي کر بیٹھا ہو تو عجب نہیں " *

بادشاہ سلامت " آپ مجھے شام کے چھہ بجے سان ساوسي میں رنگین سامان والے کمرہ میں ملیں تو میں آپکے فرزند ارجمند کي نمک حرامي و نافرمانبرداري کا کام اچھي طرح بتلاؤں " *

شام کے وقت بیگم صاحبہ وہاں تشریف لیگئیں اور اُس کمرہ میں بادشاہ سلامت کے انتظار میں ٹہلتي رہیں اُس وقت ان کے دل کي حالت نہایت نازک ہورہي تہي بادشاہ کے عتاب اور اپنے بیٹے کي قید کے خیال سے کلیجہ ہاتھوں اُچھل رہا تہا ذراسے کھٹکے پر چونک چونک پڑتي تہیں کہ اتنے میں بادشاہ سلامت تشریف لے آئے اب تو بیگم صاحبہ نہایت پریشان بدحواس خاموش بت بني کھڑي ہوئي تہیں بادشاہ سلامت نے نہایت سخت نظر سے بیگم صاحبہ کو دیکھکر اُن کے دل کو اور بہي ہلادیا اور پھر فرمانے لگے *

بادشاہ سلامت — معلوم ہوتا ہی آپکو اپنے بیٹے کي اس حرکت ناشایستہ کا ذرا بہي علم نہیں ہی " (یہہ فرماکر صوفیہ کا گلدان اُٹھایا) آپ اس گلدان سے تو ضرور واقف ہونگي اور اس کے پیندے پر جو شعر لکھا ہی وہ بہي آپ کي نظر سے گذرا ہوگا *

بیگم " ہاں حضور میں گلدان اور شعر دونوں سے واقف ہوں – شعر تو لالسکا ہی کا ہی " *

بادشاہ سلامت " اور گلدان پربھی اُس نے یہہ اپنے ہاتھہ سے شعر کھودا ہی *

" بیگم " خداوند نعمت سیکسٹی والی وہ غریب عورت جواسی عمدہ نقاش ہی لکھنا نہیں جانتی تھی اس لیئے لالسکا نے اپنے ہاتھہ سے گلدان پر یہہ شعر اور اُس کا نام لکھدیا ہی " *

بادشاہ سلامت " اُس شعر میں میری بہت ہی تعریف ہی " بادشاہ سلامت نے لفظ بہت ہی تعریف پر بہت زور دیا تو بیگم صاحبہ بولیں –

بیگم " خداوند نعمت کچھہ ہی ہو اُس سے ایسا کام ہونا بالکل بعید از قیاس ہی کہ وہ حضور کی تعریف بیہودہ خوشامدیوں کی سی کرے — یہہ شعر تو اُس کا اُس وقت کا بنایا ہوا ہی جب خداوند نعمت نے اُس کو ایک بے سوچے سمجھے نہایت بیجا و نا زیبا بات کہدینے پر از بس لطف و عنایت شاہانہ سے معاف فرمایا تھا اُس وقت خاص جوش میں یہہ شعر حضور کی شان میں اُس کی زبان سے بیساختہ نکل گیا تھا وہ تو شاعر بھی نہیں — مگر حضور کو شاید مبالغہ کے خیال سے یہہ شعر ناپسند ہوا – خیر – خداوند نعمت میں تو کسی طرح نہیں سمجھتی کہ یہہ شعر اُس کی قید کے لیئے کافی جرم خیال کرلیا جاے " *

بادشاہ سلامت " بیگم صاحبہ آپ ماں ہونے کی حیثیت سے بجا فرماتی ہیں مگر افسوس وہ دانشمندی آپ کی گفتگو میں نہیں رہی جو پہلے عام طور پر آپ کی دلچسپ اور عاقلانہ گفتگو سے ظاہر ہوا کرتی تھی — میںنے یہہ کب کہا ہی کہ اُس کی گرفتاری اس شعر کے باعث کی گئی ہی — میں خوب جانتا ہوں کہ خوشامدیوں کی خوشامد اور بیوقوفوں کی بیوقوفی کو کس طرح برتنا چاہیئے – یہہ معاملہ تو بالکل نمکحرامی اور احسان فراموشی تک پہنچ گیا ہے جس کو میں کسی طرح معاف نہیں کرسکتا – بیگم صاحبہ ذرا صبر کیجئے – میں آپ کی عذرداری کو خوب غور و توجہ سے سنوں گا – اس وقت آپ یہہ نقش کردہ حروف

دیکھئے — نہیں اُن کے پڑھنے سے پہلے یہہ اور سن لیجئے کہ مجھے یہہ گلدان پیرس بھیجنا تھا اور میں اُس کو صندوق میں بند کرنے کا حکم دے چکا تھا — بندکرنے والے نے مجھے گلدان اُٹھاکرجب پیندے پر کا شعر دکھلایا تو سچ تو یہہ ہی کہ خوشامد کا اثر ہی کچھہ بہت ہوتا ہی — میں اُس سے نہایت محظوظ ہوا اور اس خوشی کے اظہار کے لیئے دل ہی‌دل‌میں انعام تجویزکرنےلگا — اُس شخص نے ایک آہ کھینچی اور پھر مجھے گلدان دکھلایا تو جس جگہ پہلے نیلا رنگ بھرا تھا وہاں رنگ‌چھوٹ جانےسےایک لفظ نکل‌آیا جو ذرا مشکل‌سے پڑھا جاتا تھا — دیکھئے اب بالکل صاف ہی یہہ لفظ ظالم ہی اب غور سے شعر کے اوپر کی عبارت پڑھیئے — لکھا ہی (درصفت شاہ فریڈرک اعظم ظالم) اسے پڑہ کر وہ ساری خوشی اور انعام کے خیالات تو ہوا ہوگئے اور اس نمکحرامی پر ایسا غصہ اور طیش آیا کہ اگر میں اُسوقت ضبط نکرتا تو نہ معلوم کیا ہوجاتا — اسوقت میں‌آپ کے ضعیف دل‌کو اُن‌غضبناک خیالات کے اظہار سےرنجیدہ نہیں کرنا چاہتا — خیر — میں ایسا ظالم ہوں کہ بیٹے کی نمکحرامی کی سزا بیٹے ہی تک محدود رکھی اور ماں سے کوئی مواخذہ نہ کیا — بیگم صاحبہ میں آپ سے ذرا بھی برگشتہ خاطر نہیں ہوں — آپ خاطر جمع رکھیئے — انشاءاللہ آپ کے آیندہ سہ شنبہ کے جلسہ میں میں ضرور شریک ہوں گا *

کم نصیب ماں سے ابھی تک کوئی بات بن نہ پڑی چپ چاپ‌کھڑی سُنتی رہی اخیر میں ٹھنڈی سانس بھرکر بولی کہ اگر یہہ لانسکا ہی نے لکھا ہی تو کونسا عذر سنا جاسکتا ہی *

بیگم صاحبہ کو کسی طرح یقین نہیں آیا کہ درحقیقت یہہ لفظ لانسکا ہی نے لکھا ہی مگر اس وقت اُن کا رنج اور افسوس بہت بڑہ رہا تھا وہ اپنے بیٹے کی بے وقوف اور نادان حرکات یاد کررہی تھیں اُن کو یہہ خیال بھی ہوتا تھا کہ لفظ لکھا تو لانسکا ہی کے خط میں ہی غرض یہی اُدھیڑ بن کرتی کرتی وہ مکان پر پہنچیں — یہاں البرٹ پہلے سے لانسکا کا حال دریافت کرنے کے لیئے بیٹھا تھا — جب البرٹ نے سارا قصہ سنا تو اُسکو بھی مطلق یقین نہیں ہوا کہ لانسکا نے وہ لفظ لکھا ہی — رنج تو اُسکو

بھي سنکر بہت ھوا مگر اُس نے بیہودہ خیالات میں وقت ضایع نہیں کیا اور رونے دھونے اور رنج کرنے کو مناسب نہ سمجھا وہ فوراً اُس شخص کے پاس دوڑا گیا جس کو بادشاہ سلامت نے وہ گلدان صندوق میں بند کرنے کا حکم دیا تھا اور جس نے وہ لفظ سب سے پہلے دیکھا تھا پھر وہاں سے وہ سیدھا برتن کے کارخانہ میں پہونچا اور دریافت کیا کہ کون کون شخص لانسکا کو گلدان پر لکھتے ھوئے دیکھہ رھے تھے غرض جب اُس نے ھر قسم کي تفتیش کرلي تو اُسے بالکل یقین ھوگیا کہ لانسکا بالکل بیگناہ ھی اور وہ لفظ اُس کا لکھا ھوا نہیں ھی *

بادشاہ سلامت نے سہ شنبہ کو بیگم صاحبہ کے ھاں تشریف لانے کا وعدہ فرمایا تھا اس لیئے اس روز سب لوگ بادشاہ سلامت کے آنے سے پہلے جمع ھوگئے تھے پلنگ پر بیگم صاحبہ بیٹھي تھیں اور چاروں طرف لوگ جمع تھے — وھي لانسکا کا قصہ چھڑا ھوا تھا — ھوتے ھوتے انگریز سیاح کہنے لگا *

سیاح — "واقعي ھم بڑے خوش نصیب ھیں ھمارے یہاں کسي شخص کو بلا اُس کے جرم کي اطلاع کے قید نہیں کرتے — حتی کہ دن دھاڑے سب کے اوپر اُس کے مقدمہ کي تحقیقات اُس کے ھمجنس ججوں کے ذریعہ سے نہ ھوجاے اور اُس کا جرم ثابت نہ ھوجاے کوئي شخص قید نہیں کیا جاتا" *

سیاح حسب عادت اپنے یہاں کي طرز حکومت کي نہایت شد و مد سے تعریف کررھا تھا لوگ اُس کي باتوں پر ایسے کان لگائے بیٹھے تھے کہ بادشاہ سلامت چپکے سے جیسے کہ وہ ھمیشہ بلا اطلاع کے آتے تھے آکر بیٹھہ گئے اور کسي کو خبر نہوئي — بادشاہ سلامت سب باتیں اُنھیں میں چپ چاپ بیٹھے سنتے رھے حتی کہ سیاح کي باتیں ختم ھوگئیں اور بیگم صاحبہ نے ایک آہ سرد کھینچ کر فرمایا *

بیگم "کاش لانسکا کے مقدمہ کي تحقیقات بھي اسي طرح کي جاتي !" *

البرٹ "اور کاش میں اس کا وکیل ھوتا !" *

اب تو بادشاہ سلامت سے خاموش نہ بیٹھا گیا *

بادشاہ سلامت " بے شک - مگر اس شرطپر میں تمہاری خواهش پوري کرونگا " بادشاہ کا بولنا تھا کہ سب لوگ هک دهک رہ گئے "اس شرطپر کہ اگر تم ججان عدالت کو لانسکا کي صفائي کا اطمینان نہ دلا سکے تو تمہاري بھي وهي سزا هوگي جو لانسکا کي هوگي یعني قلعہ اسپانڈا میں بارہ ماہ تک قید رهوگے — یاد رکھو کوتاہ اندیش هونا تو برا هی هي مگر کوتاہ اندیشوں کا ساتھہ دینا جان بوجھہ کر بلا میں گرفتار هونا هی — " (بیگم صاحبہ کي طرف مخاطب هوکر) " بیگم صاحبہ بہت بہتر — میں انگریزي طرز سے لانسکا کي تحقیقات کرونگا اور بارہ جج اُس کے هم رتبہ شرفا میں سے سماعت مقدمہ کے لیئے انتخاب کرونگا — اپني طرف سے مقدمہ کے لیئے میں خود ایک وکیل نامزد کرونگا " (البرت کي طرف دیکھکر) " اور اگر تم چاهو تو اُسي شرط پر لانسکا کے وکیل هوسکتے هو — هوگے ؟ " *

البرت (نہایت شوق سے) " مجھے یہہ شرط بسرو چشم منظور هی مگر کیا حضور والا مجھے اسپانڈا میں لانسکا سے ملنے کي اجازت عطا فرمائینگے ؟ " *

بادشاہ سلامت " یہہ ایک نئي بات هی — خیر میں محافظ قلعہ اسپانڈا کو لکھہ بھیجونگا کہ وہ تمھیں لانسکا سے گفتگو کرنے کے لیئے دو گھنٹہ تک ملنے کي اجازت دے — اگر تم لانسکا سے گفتگو کرنے کے بعد اپنے ارادے سے باز آؤگے تو پھر میں اپني وہ شرط ضرور پوري کرونگا " *

البرت " بہت بہتر - ضرور کھیئے - میں هر طرح حاضر هوں " *

سب لوگوں نے بادشاہ سلامت کي مہرباني کا تہ دل سے شکریہ ادا کیا اور البرت کي همت کي داد دی *

اس وقت لانسکا کي نسبت عام مجلسوں اور عام صحبتوں هي میں گفتگوئیں نہیں هو رهي تھیں بلکہ برلن اور پاٹسڈم کے شرفا میں جدهر دیکھو اسي کے چرچے هو رهے تھے شاهي دربار

محرر کچھہ لکھہ بھي نہ سکے غرض جب آواز سنائي دي تو وہ یہہ کہہ رہا تھا *

" عطیات خسروي کو خیال کرتے هوئے مجھے ذرا بھي تعجب نہیں معلوم هوتا جب میں آپ لوگوں کو ایسے چیزیں دیتے هوئے اور آفریں و مرحبا کے نعرہ بلند کرتے هوئے سنتا هوں - تعجب اس پر هوتا هے کہ تاهم اس سلطنت میں ایک ایسا دل موجود هے جس پر ان عطیات کا کچھہ اثر نہیں هوا — بلاشک میرا تعجب اور بھي زیادہ هوجاتا هے جب کہ میں دیکھتا هوں کہ وہ شخص نواب زادہ لانسکا هے جس کي خداوند نعمت نے اس مہرباني اور شفقت سے پرورش کي هے — کیسے تعجب کي بات هے کہ اُس نے ان عنایات خسروي کي ذرا قدر نکي اور ایک هي ماہ کے بعد اپنے دوست اپنے سر پرست بادشاہ کے ساتھہ پوشیدہ پوشیدہ نمکحرامي اور ضرر رساني شروع کردي فریڈرک اعظم کي روز افزوں شہرت کو کون روک سکتا هے مگر اُس کے دل میں یہہ کمینہ خواهش پیدا هوئي کہ اپنے آقا هي کي شہرت میں بٹا لگاے — افسوس کہ اُس نوازش و شاهانہ عنایات کا کچھہ بھي اثر نہوا سچ هے-

با فرو مایہ روزگار مبر * کز نے بوریا شکر نخوري

ابر گر آب زندگي بارد * هرگز از شاخ بید بر نخوري

حضور والا آپ خوب جانتے هیں کہ همارے شاہ جہاں پناہ لوگوں کي پوچ گوئیوں اور هرزہ سرائیوں کا کچھہ بھي خیال نہیں کرتے ورنہ شاهي دروازہ سان ساوسي کي مذمت و دشنام کے خطوط نہ معلوم کیا کچھہ غضب ڈھاتے اگر یہہ اعلی حضرت کي برد باري و حلیم المزاجي نہیں هے تو کیوں جہاں پناہ اُن کي پاداش کي طرف مائل نہیں هوتے اور في الفور اُن کے لکھنے والوں کا پتہ نہیں لگا لیتے کیا وہ اُن کو معلوم نہیں کرسکتے یا سزا دینے کي قدرت نہیں رکھتے مگر یہہ بے پروائي بھي حضور کي جبھي تک هے جب تک کہ اُن بیہودہ خطوط سے نمکحرامي اور دغا بازي نہیں ظاهر هوتي هے — وہ ایسے کاموں کو کسي طرح برداشت نہیں کرسکتے خصوصا ایسے شخص سے جس کا اعلی حضرت سے اس قدر گہرا تعلق اور جس سے اعلی حضرت کو بہت کچھہ اُمیدیں

هوں اس قسم کي حرکات کا سرزد هونا عتاب شاهي کو جوش میں لاۓ بغیر نهیں رہ سکتا شاہ غریب نواز تو لانسکا پر تلطف و مهرباني فرمائیں اور وہ اُسي مهرباني کو اپنے کمینہ بغض اور ضرر رساں طبیعت کا اوزار بناۓ اور اپنے آپ کو هر جا کہ نشیني بکفي کا مصداق ثابت کرے *

حضور والا خیال فرمائینگے یہہ کیسا کمینہ پن هی — جو کچهہ میلے حضور کي خدمت عالي میں عرض کیا هی اُس کے لیئے ثبوت بهي کافي موجود هي — چنانچہ " حضور والا کے روبرو جو شهادتیں میں اس وقت پیش کرتا هوں اُن پر غور فرمانے سے حضور عالي کو خود مقدمہ کي سچائي اور صداقت معلوم هوجاوے گي " *

مسٹر وارنیڈارف نے گلدان نکالکر سب کو دکهلایا اور سب حال کهہ سنایا پهر جنجان عدالت کو گلدان دیا گیا اُنهوں نے فریڈرک اعظم کے ساتهہ لفظ ظالم پڑهکر سخت تعجب کیا — جب سب حاضرین لفظ ظالم پر بر افروختہ هورهے تهے مسٹر وارنیڈارف نے نهایت عشیاري سے اُس وقت یهودي کو شهادت کے لیئے کهڑا کیا یہہ ایک ضعیف شخص تها اور اُس وقت اس کي عجیب حالت هورهي تهي نہ تو یہہ اپني گردن ادهر اُدهر موڑ سکتا تها اور نہ اس کا سر هلتا تها مگر آنکهیں چاروں طرف بهت تیزي سے پهررهي تهیں اسکے چهرے سے متانت ٹپکتي تهي مگر جب بولنے کي کوشش کرتا تها تو آواز جهرائي جاتي تهي — لانسکا کے احباب نے تو اُس کي صورت هي سے بد ظني کرنا شروع کردي — اُس کا یهودي هونابهي متعصب لوگوں کي بد ظني کے لیئے کافي سبب تها — مگر جولوگ تعصب کي تاریکي سےباهر تهے وہ سمجهتےتهے کہ بیچارےضعیف آدمي میں اتني بڑي جماعت کے روبرو ایسي سخت شهادت کي جرأت کهاں سے هو سکتي هی کہ بالکل قایم‌المزاج رہ سکے اس سلیمان یهودي نے پهلے تو تالمود کي قسم کهائي پهر مسٹر وارنیڈارف کے سوالات کے جواب دیئے

مسٹر وارنیڈارف " کیا تم نے اُس گلدان کو کبهي دیکها هی ؟ "

سلیمان " هاں جناب دیکها هی " *

وارنیڈارف " کهاں اور کب ؟ جو کچهہ تم اس کے بارہ میں جانتے هو صاف صاف عدالت کے روبرو بیان کرو " *

اور ہمدردی ہے — اُس کی صاف‌دلی کشادہ روئی اور خندہ پیشانی اُس
کی ذرا ذرا سی حرکات سکنات بڑی محبت اور الفت کی نظر سے ہمارے
شرفا اور عمائدین میں دیکھی جاتی ہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ
اُن کے دلوں پر اُسکی طرف سے ایک خاص اثر محبت اور عزت کی صورت
میں جم گیا ہے — علاوہ اس کے اُس کی والدہ اور والد جس کی عظمت
جسکی عزت جس کی قابل قدر خوبیاں سب کے دلوں میں اُس کے بیٹے
کی محبت سے کہیں زیادہ گھر کئے ہیں یہاں ایسی حالت میں
موجود ہے کہ اگر اُس کی ساری ذاتی قابلیت اور خوش‌اخلاقی سے قطع
نظر کی جائے تب بھی اُس کی غمزدہ صورت اُس کی بیکس حالت
ایسی ہے کہ آپ کے دلوں میں اُس کے لئے رحم اور ترس پیدا ہوجانا
نہایت ضروری بلکہ لازمی ہے — اُس کے دوست مسٹر البرٹ کی خطرناک
حالت بھی کچھ کم ہمدردی کے قابل نہیں ہے — وہ جس شرط پر
معاہدہ کی پوری کے لئے آمادہ ہوئے ہیں وہ حضور والا سب کے دل
ہلا ڈالنے والی ہے — میں خود اُن کے عمدہ خصائل اور حمیدہ اخلاق
کی دل سے قدر کرتا ہوں اُن کے اس مردانہ کام پر آمادہ ہونے کے لئے
میرے دل سے مرحبا و آفرین نکلتی ہے مگر ساتھ ہی اُن کی حالت پر
مجھے سخت رحم آتا ہے کیونکہ وہ ایک ایسے دوست کی صفائی کے لئے
آمادہ ہوئے ہیں جس کو وہ یقینا ناممکن الثبوت پائینگے — ہر شخص
اس وقت اجلاس میں اُن کو نہایت ہمدردی اور عزت کی نظر سے دیکھ
رہا ہے — جس طرح وہ اپنے دوست کی بےغرضانہ حمایت کے لئے آئے
ہیں اُسی طرح سب کے دلوں میں اُن کے واسطے حمایت کا جوش
موجزن ہے — حضور عالی — میں بھی اس عدالت میں اسی طرح
ایک بےغرض وکیل ہوکر اپنے دوست کی طرف سے حاضر ہوا ہوں —
بے شک میں فریڈرک اعظم کو اپنا دوست کہہ سکتا ہوں — ہمارے شاہ
ولی نعمت خدا نکرے دوسرے بادشاہوں کی طرح ایسے فرعون بےسامان
نہیں ہیں کہ اپنے آپ کو احاطہ انسانیت سے بالاتر خیال کریں — اُن کو
لوگ بڑے بڑے القابوں سے یاد کریں شعرا اُن کی مدح سرائی میں مبالغہ
سے قصیدے پڑھیں — مگر وہ ذات فرشتہ صفات نہیں چاہتے کہ لوگ

آپ بیرجیں وہ ساری عزت اور تعظیم چاہتے ہیں مگر صرف ایک انسان کی طرح — اپنے دوستوں کو وفادار اور رعیت کو فرمانبردار چاہتے ہیں — خوش نصیب ہی وہ رعیت جو اُن کے دامن عاطفت میں خوشگوار نیند سو رہی ہی خوش قسمت ہیں وہ دوست جن کی وہ عزت کرتے ہیں اور جن پر وہ اعتماد رکھتے ہیں — حضور عالی — یہہ سب نعمتیں کسی وقت میں اس ملزم کو بھی حاصل تھیں سب پر واضح ہی کہ اب بھی اُس کی والدہ پر عنایات خسروانہ اُسی طرح مبذول ہیں جس طرح کہ ایک عرصہ سے چلی آتی ہیں — حضور والا — یہہ ہمارے شاہ عالم پناہ کی رحیم المزاجی ہی کہ اُنہوں نے بیٹے کی نمک حرامی پر ماں کے حقوق میں ذرا بھی فرق نہ ہونے دیا ●

جنابعالی — آگستس لانسکا اگرچہ پولینڈ میں پیدا ہوا ہی مگر پاٹسڈم کے جنگی اسکول میں جس کو اگر بہادروں کا مدرسہ کہا جاے تو بجا ہی اُس نے شرفا کے بچوں کے ساتھہ تعلیم پائی ہی ایسی معلوم سے ایسی ماں کا بیٹا نہایت شایستہ اور خداوند نعمت کا سچا جان نثار ہونا چاہیئے تھا — شروع سے وہ اس پر اعتماد اور بھروسا کرنے لگے اُن کو اُس سے بہت کچھہ اُمیدیں تھیں — آپ کو معلوم ہی کہ اُس کے لڑکپن ہی کے زمانہ سے بادشاہ سلامت نے اُس کو اپنے ہمسروں میں ممتاز فرمایا تھا — طبعاً اُس کے مزاج میں نہایت تندی واقع ہوئی ہی اور اس وجہ سے اُس سے اکثر غلطیاں ہوتی رہی ہیں جن کو ہمارے آقا ولی نعمت اپنی عنایات خسروانہ سے ہمیشہ معاف فرماتے رہے چنانچہ اُس کی تصدیق ایک حال کے واقعہ سے جس کو اس مقدمہ سے بڑا تعلق ہی اور جس کو میں بیان بھی کروں گا بہت کچھہ ہوتی ہی — اب مسٹر وارنیدارف نے کل باتیں جو لانسکا نے مٹی کے برتنوں کے کارخانہ برلن میں کی تھیں نہایت وضاحت سے بیان کیں اور بعد ازاں خسرو نامدار کی مہربانی و معافی کا ذکر کیا جس میں فصیح مقرر نے بہت مبالغہ سے کام لیا اور نہایت طویل تقریر کی — ایک جماعت نے جو اس وقت بادشاہ سلامت کے قرب میں بیٹھی تھی یہہ سنکر اس قدر چیرز دیں کہ کچھہ دیر تک مقرر کی آواز تک نہیں سنائی دی اور

کے شرفا و معاوٴدین میں سے بارہ اشخاص منتخب ہوئے اور لانسرا طلب کیا گیا — وہ نہایت اطمینان و وقار کے ساتھہ عدالت میں داخل ہوا اُس کی چال ڈھال سے صاف صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ اُس کو اپنی بے گناہی پر پورا اطمینان ہی مگر یہہ سنجیدگی اُس کی جب ہی تک باقی رہی جب تک اُس نے اپنے دوست البرٹ کو نہیں دیکھا — رفیق البرٹ کو دیکھکر نہ معلوم اُس کے دل میں کیا کیا خیالات آئے اور کیسا جوش پیدا ہوا کہ اُس کا چہرہ سرخ ہوگیا — دونوں جانب دو سپاہی اُس کے ساتھہ ساتھہ آئے اور وہ چبوترے کے نیچے زینہ کے پاس ٹھہر گیا *

چیف جسٹس " کیا تم کو ان اصحاب کے انتخاب میں کوئی عذر یا اعتراض ہی "

لانسرا (خوب غور سے ہر ایک جج کی طرف دیکھکر جو سب اُس کے دوست تھے) " مجھے ان کے انتخاب میں کوئی اعتراض نہیں ہی "

چیف جسٹس نے ان منتخب حضرات سے حلف لیا کہ وہ اس مقدمہ میں ذرا بھی رو رعایت یا بغض دشمنی کو دخل نہ دیں اور نہایت انصاف و عدل سے روئداد مقدمہ کو سنیں اس کے بعد چیف جسٹس فرمانے لگے — (ججوں سے مخاطب ہوکر) اے شرفائے پانسڈم آپ حسب الحکم شاہ عالم پناہ اس عدالت کی کرسیوں پر بیٹھے ہیں آپ کی منصف مزاجی اور انصاف پسندی سے اطمینان کیا جاتا ہی کہ آپ اس مقدمہ کی کارروائی پر نہایت آزادی و راستبازی سے غور کرینگے اور نہایت انصاف سے اپنا فیصلہ دینگے — مسٹر وارنیڈارف جو میری داہنی جانب تشریف رکھتے ہیں سرکاری وکیل ہیں اُن کو بھی آپ اصحاب کی طرح بادشاہ سلامت نے اس کام کے لیئے منتخب فرمایا ہی وہ آپ کو اصل مقدمہ و نفس الزامات سے آگاہ کرینگے اور گواہوں کی شہادت پیش کرینگے — مسٹر البرٹ جو میری بائیں جانب تشریف فرما ہیں اور جنہوں نے بطیب خاطر اپنے دوست کی حمایت میں وکیل ہونا منظور کیا ہی بریت ملزم کے لیئے ضروری دلائل و شہادت پیش کرینگے — کل جانبین کی تقریروں اور شہادتوں کی سماعت کے بعد آپ جملہ اُمور پر غور فرمائیں

اور متفق ہوکر ایک مختصر فیصلہ صرف ان الفاظ میں کہ ملزم پر ارتکاب جرم ثابت ہی یا نہیں مجھے دیں تاکہ میں حسب الارشاد بادشاہ سلامت اُس فیصلہ کا اعلان کردوں — اگر لانسکا پر کوئی جرم ثابت نہیں ہوا تو وہ بری کیا جائے گا اور اس تحقیقات و گرفتاری سے اُس کی عزت اور شرافت میں کوئی فرق نہ پڑے گا لیکن اگر برخلاف اس کے اُس کا جرم ثابت ہوگیا تو وہ مع اپنے حامی دوست و وکیل البرٹ قلعہ رسپانڈا میں بارہ ماہ کے لیئے قید کیا جائیگا — کیونکہ مسٹر البرٹ کی وکالت کو شاہ عالم پناہ نے اسی شرط پر منظور فرمایا ہی — جیوری صاحبان اب آپ سماعت فرمائیں کارروائی شروع ہوتی ہی *

چیف جسٹس تقریر کرکے اپنی کرسی صدارت پر بیٹھ گئے اور مسٹر وارنگڈارف کھڑے ہوئے *

تقریر مسٹر وراینگڈوف وکیل شاہی

جناب عالی — میں نہیں کہہ سکتا کہ اس وقت میں اپنا کس قدر بڑا فرض سمجھکر تقریر کرنے کھڑا ہوا ہوں ورنہ اس وقت جرات کرنا کوئی آسان کام نہ تھا — کسی پر الزام لگانے اور جرم ثابت کرنے سے بڑھکر نفرت انگیز اور کونسا کام ہوگا — خصوصا نواب زادہ لانسکا جیسے شخص پر الزام لگانا جس کو میں ایک وقت میں نہایت عزت اور قدر کی نظر سے دیکھتا تھا اور کیا عجب ہی کہ حضور بھی اُس کو ویسی ہی اچھی نظر سے دیکھتے ہوں نہایت مشکل اور درد انگیز کام ہی — میرے جذبات میرے محسوسات میں نہیں کہتا کہ دوسرے لوگوں سے زیادہ ہیں — مگر حضور عالی اگر اس حالت میں ہوتے تب البتہ معلوم کرسکتے تھے کہ میری حالت کیسی سخت خطرناک ہی یا اگر جناب ایک لمحہ کے لیئے اپنے آپ کو اس حالت میں سمجھ لیں تو معلوم ہوکہ مجھکو اس وقت کن مشکلات کا سامنا ہی لانسکا جیسے نواب زادہ کے خلاف تقریر کرنے میں بہت بڑی اور لاحل دشواریاں ہیں — حضور عالی پر مخفی نہیں ہی کہ اگسٹس لانسکا کا نام پائتسڈم اور برلن میں کس عزت اور توقیر کے ساتھ لیا جاتا ہی یہ وہی شخص ہی جو آپ کا دوست اور نہایت معزز معاند رہ چکا ہی — اس سے شرفا و عمائد کو خاص محبت

کے علما و فضلا میں بھی اسی کا ذکر رہتا تھا - ایک انگریز ادیب سیاح جس کی شہرت دور دور تک پھیلی ہوئی تھی اس وقت برلن میں موجود تھا اُس کو اس مقدمہ سے ایک عجیب تعلق ہوگیا تھا ان سب باتوں کا شاہ فریڈرک پر بہت اثر پڑا کیونکہ عوام کے الزامات اور برا بھلا کہنے کا اُس کو اتنا خیال نہ ہوتا تھا جتنا ذی علم لوگوں کی رائے کا - وہ جانتا تھا کہ یہہ لوگ میری شہرت اور ناموری کو آیندہ نسلوں تک پہونچا سکتے ہیں بلکہ ابدالاباد تک قایم رکھہ سکتے ہیں اس لیئے وہ اُس کا بہت خیال رکھتا تھا کہ کہیں علما اور خصوصاً مورخین کی رائے اُس کی بابت خراب نہ ہوجائے — اس وقت برلن میں چند غیر ممالک کے سیاح موجود تھے جن کا لحاظ کرنا شاہ فریڈرک کے لیئے نہایت ضروری امر تھا یہہ سب قیاسات ہیں جو اُس کی عام عادت و رجحان طبع سے اخذ کیئے جاتے ہیں ورنہ اصل بھید کسی کو معلوم نہیں کہ وہ کونسی چیز تھی جس نے اُس کے دل کو اس مقدمہ میں معمول سے زیادہ رحیم بنا دیا تھا - وہ ضعیف بیگم کا یا نوجوان نواب زادہ کا خیال کرتا تھا یا اُس کو غیر ممالک کے سیاحوں کی رایوں کا پاس تھا کچھہ ہی ہو اُس نے اس مقدمہ کو بطرز انگریزی تحقیقات ہونے کا حکم دے دیا جس کا ذکر ہم آگے کرتے ہیں ٭

لانسکا سے ملکر البرٹ کا یقین اور بھی مستحکم ہوگیا اب کوئی چیز اُس کو وکالت سے باز نہیں رکھہ سکتی تھی بجز اس کے کہ لانسکا خود دوستانہ طریق سے منع کرتا تھا ٭

لانسکا — " بھائی البرٹ تم نے ایسی سخت شرطیں کیوں منظور کرلیں یہہ تو ممکن ہی کہ تم مجھے بے گناہ جانتے ہو مگر ایسی حالت میں اُس کا ثابت کرنا نہایت دشوار بلکہ محال ہی — کہیں آپ بھی میرے ساتھہ ذلت میں نہ پڑجائیں " ٭

البرٹ — " میں اپنے عزیز بے گناہ دوست کے ساتھہ قید ہوجانے کو کسی طرح ذلت نہیں خیال کرتا - آپ میرے لیئے کچھہ اندیشہ نہ کیجیئے جو ہو سو ہو مجھے کوشش ضرور کرنا چاہیئے " ٭

لانسکا — " شاید آپ کو یاد ہوگا کہ جب میں برلن کے کار خانہ سے
واپس آرہا تھا اور غصہ میں بھرا ہوا تھا آپ نے فرمایا تھا کہ میرے
ہتیار تمہارے واسطے جب ضرورت ہو حاضر ہیں کیا خبر تھی کہ وہ وقت اتنی
جلد آجاے گا — خیر بھائی البرٹ اب آپ جاتے ہیں — خدا حافظ —
اللہ آپ کو کامیاب کرے — آمین " *

مقدمہ کے دن لوگوں کا بڑا ہجوم تھا سب قسم کے لوگ دیکھنے آئے
تھے پاٹسڈم میں ایک نئی بارگ طیار ہوئی تھی اُسی کو اس مقدمہ کے
واسطے عدالت گاہ بنایا گیا اور سب کے بیٹھنے کا کافی انتظام کیا گیا — بیچ
میں ایک بلند چبوترہ بنایا گیا تھا جس پر چیف جسٹس کی نشست
تھی کرسی صدارت کے راست جانب ایک جنگلہ میں بارہ ججوں کی
جگہہ مخصوص کی گئی اور جانب چپ ایک بڑا احاطہ سب لوگوں کے
لیئے مخصوص تھا کرسی صدارت کے سامنے ایک بڑی میز پڑی تھی
جس کے دونوں طرف بانچیں تھیں — داھنی طرف بادشاہ سلامت
کے وکیل اور گواھوں کی جگہہ تھی اور بائیں طرف مسٹر البرٹ اور اُن
کے گواھوں کی — تھوڑی دیر میں سب جگہیں بھر گئیں بیگم صاحبہ
والدہ لانسکا معہ چند رفقا کے جو اس وقت تک اپنی رفاقت پر قایم
تھے تشریف لائیں اور عدالت گاہ کے نیچے کے حصہ میں بیٹھ گئیں —
سب کی نظر بیچاری غمزدہ ماں پر پڑی اور ساری عدالت میں ایک
خاموشی چھاگئی تھوڑی دیر تک تو لوگ مصیبت زدہ ماں کو دیکھ دیکھ کر
خاموش رہے پھر وھی سر گوشیاں جو ایسے موقعوں پر ضروری ھیں شروع
ہوگئیں ہر ایک شخص نے اپنی راے آہستہ آہستہ ظاہر کرنا شروع
کردی کوئی کہتا تھا کہ لانسکا کے خلاف کافی ثبوت موجود ھی اور البرٹ
کا پیروی اپنے سر لینا سرتاپا دیوانگی ھی — کوئی البرٹ کی ہمت اور
دلیری پر آفریں کہتا تھا اور بعض بادشاہ سلامت کو تک رہے تھے کہ اُن
کے چہرہ سے اُن کی راے کا اندازہ کرسکیں اور اسطرح بادشاہ سلامت کے
ذرا ذرا سے حرکات سکنات پر ہزار ہزار قیاس و گمان ہورہے تھے *

آخرکار جب چیف جسٹس کرسی عدالت پر متمکن ہوئے اور شاہ عالم پناہ
بھی مقدمہ کی روئداد ملاحظہ فرمانے بنفس نفیس تشریف لائے تو پاٹسڈم

سلیمان " پہلی مرتبہ جہاں تک مجھکو یاد پڑتا ہے میں نے اس گلدان کو سان ساوسی کے اُس کمرہ میں دیکھا ہے جہاں رنگین سامان رکھا ہوا ہے — اس مہینہ کی پہلی تاریخ کو دس بجے دن کے یا گیارہ بجے ہونگے اُس وقت دیکھا ہے — وقت میں ٹھیک ٹھیک نہیں کہہ سکتا *

مسٹر واریھدارف " وقت کے گھڑی پل دریافت کرنے کی کچھہ حاجت بھی نہیں ہے تم یہہ بتلاؤ کہ تم نے اُس کو کیسے دیکھا ہے — خوب سوچ کر جواب دو کچھہ جلدی نہیں ہے اصل حقیقت معلوم ہونا چاہیئے خواہ کچھہ دیر ہی ہوجائے " *

سلیمان " یہہ گلدان بادشاہ عالم پناہ نے خود ہی میرے ہاتھہ میں دیا تھا اور فرمایا تھا کہ میں دوسری چیزوں کے ساتھہ اِس کو صندوق میں بند کردوں کیونکہ اس کو اعلی حضرت ایک شریف شخص کو پیرس میں تحفۃً بھیجنا چاہتے تھے — چونکہ میں چینی کا چھوٹا موٹا سامان شہر میں ادھر اُدھر بیچتا پھرا کرتا تھا اس لئے میں اس قسم کے برتنوں سے کچھہ واقف ہوگیا ہوں — اس خوبصورت گلدان کو دیکھکر میں بہت متعجب ہوا اور بڑے شوق سے دیکھنے لگا — میں نے اپنے رومال سے اُس کے سفید نقشوں پر جو گرد جم گئی تھی صاف کردی یہہ میرے پاس وہی رومال اب بھی موجود ہے جب میں پھندے کو جھاڑنے لگا تو وہاں مجھے ایک شعر نظر پڑا میں ذرا ٹھہر گیا اور شعر کو پڑھا اُس کے اوپر لکھا تھا در وصف شاہ فریڈرک اعظم ' یہہ شعر میں نے بادشاہ سلامت کو دکھایا اور پھر میں نے چاہا کہ اُس نیلی زمین کو جس پر یہہ شعر لکھے ہوئے تھے خوب صاف کردوں کہ وہ جھلک اُٹھے مگر صاف کرنے پر کچھہ نیلا رنگ رومال میں چھوٹ آیا مجھے اس پر تعجب ہوا غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ رنگ اُس جگہ سے نہیں چھوٹتا ہے بلکہ اِن الفاظ کے بعد جو جگہ باقی ہے وہاں سے چھوٹتا ہے بادشاہ سلامت اس وقت میری طرف سے پشت کئے ہوئے ایک نئی تصویر دیکھہ رہے تھے — جونہیں میں نے رنگ کو اور صاف کیا تو اُس جگہ لفظ ظالم نظر آنے لگا یہہ دیکھکر مجھسے رہا نہ گیا اور میرے منہہ سے بیساختہ " پدر ابراہیم " نکل گیا — بادشاہ سلامت یہہ سنکر فرمانے لگے " کیوں سلیمان — تم تو نہایت متحیر معلوم ہوتے ہو — اس وقت تم نے ' پدر ابراہیم ' کو کیوں

تکلیف دی کیا تم سمجھتے ہو کہ وہ تمہاری ان ظروف کے رکھوانے میں مدد فرمائینگے " میں حضور پر نور کو اس کا کچھہ جواب نہ دے سکا کیونکہ اس وقت مجھہ پر کچھہ سکتہ کا عالم سا طاری ہوگیا تھا — میں نہیں سمجھتا تھا کہ " در وصف فریڈرک اعظم ظالم " کے کیا معنی ہوسکتے ہیں میری حالت دیکھکر خداوند نعمت نے گلدان میرے ہاتھہ سے لے لیا اور وہ لفظ خود ملاحظہ فرماکر اور اُس نیلے رنگ کا داغ میرے رومال پر دیکھہ کر کمرہ سے باہر تشریف لے گئے بس اسی قدر مجھے معلوم ہی *

اس پر وارنڈارف نے کہا کہ تمہاری شہادت ختم ہوگئی ہی تم جاسکتے ہو — یہودی نے عدالت کو جھک کر سلام کیا اور جانے ہی کو تھا کہ مسٹر البرٹ کھڑے ہوئے اور عدالت کو مخاطب کرکے درخواست کی کہ ملعون یہودی کو ابھی ٹھیرا لیا جائے کیونکہ میں اُس سے حسب موقع جرح کے سوالات کرونگا — اس پر عدالت نے اُس کو جانے سے منع کردیا اور وہ ٹھیر گیا *

دوسرا سرکاری گواہ کارخانہ برلن کا محافظ پیش ہوا *

س — " کیا تمہیں یاد ہی کہ گلدان کے پیندے پر کچھہ الفاظ لکھے ہیں ؟ " *

ج — " ہاں مجھے یاد ہی کہ اُس پر ' در وصف شاہ فریڈرک اعظم ظالم ' لکھا ہی اور اُس کے نیچے ایک شہر اور صوفیہ کا نام لکھا ہی "

س — " کیا تم کو معلوم ہی کہ یہہ الفاظ کس نے لکھے ہیں ؟ " *

ج — " مجھے یقین ہی کہ وہ نواب آگسٹس لانسکا نے لکھے ہیں " *

س — " کیوں — یقین کیوں ہی ؟ " *

ج — " اس لئے کہ میں نے صوفیہ کا جس نے یہہ گلدان بنایا ہی نواب زادہ لانسکا سے یہہ کہتا سنا تھا کہ مجھے لکھنا نہیں آتا آپ براہ مہربانی گلدان پر میرا نام لکھدیجیئے اُس وقت تک گلدان کچا تھا اور نقش ہوسکتے تھے — نواب زادہ لانسکا نے ایک عمدہ اوزار لیا اور چند ملت تک میرے سامنے گلدان کے پیندے پر لکھتے رہے بعدہ ایک کاریگر کے ہاتھہ گلدان آتشخانہ بھیج دیا جہاں غالبا وہ فوراً بھٹی میں رکھہ دیا گیا ہوگا " *

ابھي أس کا جواب باقي تھا کہ وارنھڈارف نے ایک اور سوال کردیا*

س — " جب آتشدان سے گلدان پک کر نکلا تھا تو کیا تم نے لفظ ظالم أس پر دیکھا تھا ؟ "*

ج — " آتشدان سے نکلنے کے ایک گھنٹہ بعد میں نے گلدان دیکھا تھا مگر لفظ ظالم کی جگھہ بالکل نئي تھي — میں خود ھي اس گلدان کو دوسرے گلدانوں کے ساتھہ محلسرائے شاھي میں سان ساوسي لے گیا تھا أس وقت تک مجھکو لفظ ظالم کا بالکل علم نہ تھا — پہلي تاریخ ماہ حال کو اعلی حضرت نے مجھے طلب فرماکر وہ لفظ دکھلایا جس کو دیکھکر مجھے سخت تعجب ھوا آتشدان میں پک جانے کے بعد تو کوئي لفظ لکھا نہیں جاسکتا بہر حال یہہ لکھا تو پہلے ھي گیا ھوگا — جب آتشخانہ سے پک کر نکلا ھی اس وقت پوشیدہ رکھنے کي غرض سے نیلا رنگ پھردیا ھی — مجھے یقین اس لیئے ھی کہ میں نے سواے لانسکا نواب زادہ کے اور کسي کو أس پر لکھتے نہیں دیکھا اور وہ لکھا ہوا أنھي کے خط میں ھی — علاوہ اس کے أنھوں نے بادشاہ سلامت کے لیئے یہہ لفظ پہلے بھي میرے سامنے ایک مرتبہ استعمال کیا تھا — غرض إن باتوں سے میرا یقین کامل ھوگیا کہ یہہ لفظ أنھوں نے لکھا ھی "*

بعد ختم شہادت محافظ کارخانہ مسٹر وارنھڈارف کي اجازت لیکر جانے ھي کو تھا کہ مسٹر البرٹ نے أسي طرح اس کو بھي جرح کے لیئے ٹھیرا لیا*

اس کے بعد سرکار عالي کي جانب سے دو شہادتیں اور گذریں ایک تو وہ شخص جس کے ھاتھہ نواب زادہ نے گلدان آتشخانہ میں بھیجا تھا اور دوسرا وہ شخص جو بھٹي میں برتن پکاتا تھا اور اس گلدان کو بھي أسي نے پکایا تھا*

پہلے شخص کي حلفیہ شہادت یہہ تھي " میں خود گلدان کو آتشخانہ میں لیگیا تھا اور راستہ میں کسي نے أس گلدان کو مجھسے نہیں لیا اور نہ کچھہ أس پر لکھا گیا "*

دوسرے گواہ نے یہہ شہادت دی کہ میں نے اپنے ہاتھہ سے اس گادان کو دوسرے ظروف کے ساتھہ بھٹی میں رکھا تھا — میری دانست میں قبل بھٹی میں رکھے جانے کے اُس کو کسی نے ہاتھہ تک نہیں لگایا " اب سرکاری شہادتیں سب ختم ہوگئیں اور وارنیڈارف نے اپنی تقریر کو زیادہ طول دینا مناسب نہ سمجھا اور صرف یہہ کہا کہ بادشاہ سلامت نے مجھکو نہایت اعتدال سے تقریر کرنے کو کہا ہی اور اس وقت ضروری باتیں میں کہہ ہی چکا ہوں اس لیئے میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں ٭

نوجوان ملزم کے چہرہ سے مسٹر وارنیڈارف کے زمانہ تقریر میں نہایت سنجیدگی اور تمکین کے آثار نمایاں رہے — مگر جب اُس نے اپنے دوست کو اُٹھتے دیکھا تو اُس کے چہرہ کا رنگ متغیر ہونے لگا اُس نے اپنا سر جنگلہ کی سلاخوں پر رکھدیا اور نہایت تشویش و فکر کی حالت میں کھڑا رہا — سامعین پر بھی اس وقت ایک سناٹا چھایا ہوا تھا سواے بادشاہ سلامت کی تلوار کی زنجیر کی آواز کے جس سے وہ کھیل رہے تھے کسی طرف سے کوئی آواز نہیں آتی تھی — مسٹر الدرق نے اس طرح تقریر شروع کی ٭

تقریر مسٹر البرق

حضور والا — میں اس وقت آپ کے جذبات کو بھڑکانے نہیں کھڑا ہوا ہوں اگرچہ میری موجودہ حالت کا مقتضا یہی ہی مگر میں صبر و استقلال سے کام لونگا اور حتی المقدور سنجیدہ تقریر سے حالات واقعی بیان کرنے کی کوشش کروں گا — میں اعلی حضرت کی مدح و ثنا سے بھی باز رہوں گا کیونکہ میں جانتاہوں کہ جب ایک شخص کی وفاداری میں شبہہ ہوتا ہی تو اُس کی تعریف و صفت بھی جعل اور فریب پر مبنی خیال کی جاتی ہی میں جانتاہوں کہ ہمارے بادشاہ جیسے بادشاہ کو اور ہماری بزرگ قوم جیسی قوم کے لیئے ایک نمک حرام یا نمکحرام کے دوست کی تعریف کی حاجت نہیں — ہاں اگر لانسکا نواب زادہ پر کوئی جرم ثابت نہ ہوا اور اُس کی برئیت ہوگئی تو وہ اپنے پسندیدہ افعال سے ایسی تعریف و توصیف کردے گا جو اس وقت میں اپنے الفاظ سے کسی طرح نہیں کرسکتا — حضور والا آپ کی ذکی اور فہیم طبیعتوں سے

مجھے کامل اُمید ہی کہ اب تک کے الزامات کو سماعت فرماکر حضور نے خیال کرلیا ہوگا کہ ملزم کے خلاف کوئی دلیل اثباتی موجود نہیں ہی یعنی کسی نے یہہ نہیں کہا کہ میںنے لانسکا کو لفظ ظالم لکھتے ہوئے دیکھاہی پہلے گواہ کا یہہ کہنا کہ وہ لفظ نیلے رنگ سے ڈھکاتھا جس کو میںنے اپنے رومال سے دور کیا ہی سب سچ سہی مگر میری سمجھہ میں نہیں آتا کہ اس کا تعلق اصلی جرم و الزام سے کہاں تک ہی — میں جانتا تھا کہ دوسرا گواہ ذرا زیادہ ذی رتبہ و ذی حیثیت ہی جرم کا ثبوت اُس کے بیان کے لیئے رکھہ چھوڑا ہوگا مگر اُس شہادت سے ہم کو صرف یہہ معلوم ہوا کہ موفیہ نے اپنے نا خواندہ ہونے کو لانسکا نواب زادہ پر ظاہر کرکے اُس سے نام لکھدینے کی درخواست کی اور نواب زادہ نے گواہ مذکور کے روبرو گلدان کے پیندے پر کچھہ لکھدیا اور اُن کے سوا کسی دوسرے کو محافظ صاحب نے اُس پر لکھتے نہیں دیکھا اور وہ لفظ لانسکاہی کے خط میں لکھا تھا اس لیئے قابل گواہ نے یہہ نتیجہ نکال لیا کہ وہ لفظ بھی لانسکا ہی نے لکھاہوگا کیونکہ ایک مرتبہ یہہ لفظ بادشاہ سلامت کی نسبت اُن کو کہتے ہوئے پہلے محافظ صاحب نے سنابھی تھا صاف ظاہر ہی کہ یہہ کوئی دلیل اس امر کی نہیں ہوسکتی کہ ہمارے نواب زادہ ہی نے وہ لفظ لکھا ہی — ہاں دو شہادتوں سے یہہ بھی ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہی کہ سواے لانسکا کے اور کسی شخص نے اُس گلدان پر نہیں لکھا ہی ایک شہادت سے معلوم ہوتاہی کہ گلدان لانسکا کے پاس سے آتش خانہ میں ملاکسی کی درمیانی مزاحمت اور روک کے لایا گیا دوسری شہادت کہتی ہی کہ آتش خانہ میں جب تک گلدان کچی حالت میں رکھا رہا اُس کو کسی نے ہاتھہ نہیں لگایا اس لیئے یہہ تسلیم کرنا لابدی خیال کیا گیا کہ وہ لفظ ظالم بھی گلدان کے آتش خانہ میں لیجانے سے پہلے ہی کا لکھا ہوا ہی اور اس لیئے سواے لانسکا کے اور کسی نے نہیں لکھا — اس میں مجھے چند سوالات کرنا ہیں کہ آتش خانہ میں لائے جانے سے کتنی دیر بعد وہ گلدان بھٹی میں رکھا گیا اور اتنے عرصہ تک گلدان کا کیا ہوتا رہا — وغیرہ — حضور والا میری پہلی بات یاد رکھیئے کہ کوئی اثباتی دلیل ثبوت جرم میں پیش نہیں کی گئی اور اسی حالت میں سواے

احتمالات کے موازنہ کے عدالت کچھہ نہیں کرسکتی واقعی ان احتمالات کا جانچنا
کہ کس طرف احتمال قوی هی اور کس طرف ضعیف بڑے بڑے ججوں کا کام
هی ابھی حال میں ایک پرچہ میری نظر سے گذرا هی جس میں اس موازنہ
کو عدالت هی کا کام بتایا هی اور لکھا هی کہ ان سے نتیجے اخذ کرنا خاص
ججوں هی کے لیئے مخصوص امر هی پس حضور والا جو کچھہ ابھی
تک جناب نے سماعت فرمایا وہ محض احتمالات کو قوی کرنے میں
کام آسکتا هی ورنہ اثباتی دلیل جیسا کہ میں عرض کرچکا کوئی
موجود نہیں هی اس لیئے عدالت سے درخواست هی کہ وہ ان تمام
احتمالات کو جو نواب زادہ لانسکا کے خلاف کیئے گئے هیں ان احتمالات
سے جو میں نواب زادہ کے موافق بیان کرونگا نہایت غور سے موازنہ فرمائے
اور اپنا قیمتی فیصلہ دے ۔

حضور والا اگر آپ ذرا غور فرمائینگے تو بخوبی معلوم هوجائے گا کہ وہ
جملہ خوبیاں جن سے نواب زادہ آراستہ هی اور جن کے باعث هم سب
کیا حضور اعلی بادشاہ سلامت تک بھی گو وہ بڑے دقیقہ شناس و نکتہ
رس هیں اس کی عزت کرتے اور اسے عزیز رکھتے هیں هاں وہ سب
خوبیاں اس کے موافق بہترین احتمال هیں - اس کی تعلیم اس کے
چال چلن اس کی تیز فہمی غرض جملہ خوبیوں کو جس کا آپ کو
ذاتی تجربہ هی خیال فرمائیئے اور پھر سوچیئے کہ کیا وہ ایسا کمینہ کام
کرسکتا تھا اگر کرتا تو کوئی غرض یا مطلب بھی تو هوتا یہاں اس کا
کوئی مطلب هی نہیں هوسکتا هی کیا وہ چاهتا هی کہ بادشاہ کے ظالم
هونے کا خیال پھیل جائے تو حضور والا آپ هی سوچیئے کہ کس
آسانی سے وہ وهاں اس خیال کو نہیں زیادہ زور و اثر کے ساتھہ پھیلا
سکتا تھا اور یہہ کوئی بھی عقل کی بات هی کہ جو گلدان
خود بادشاہ سلامت کے هاتھہ میں جانے والا هو اسی پر وہ بادشاہ
سلامت کو ظالم لکھے اس ارادے سے کہ اس کے ظلم کی خبر دوسری جگہہ
پہونچ جائے جس طرح خیال کیجیئے کوئی صورت کوئی وجہہ نہیں
ملتی بجز اس کے کہ هم لانسکا کو پاگل نادان سمجھیں اور بالکل انسانی
عقل سے معرا جانیں تو حضور والا یہہ آپ کے ذاتی تجربہ کے صریح خلاف

ھی کہ لانسکا سے تو اُس کی دانشمندی اور عقل و فراست کے ساتھہ اس طرح جان بوجھہ کر اپنے پیر میں آپ کلھاڑی مارلینا ناممکن نظر آتا ھی — آپ کو معلوم ھی کہ بادشاہ سلامت بھی اُس کی نیک اور عمدہ طبیعت کے دلدادہ ھوگئے ھیے اور ابتداھی سے اُس کی حوصلہ افزائی شروع کردی تھی وہ خوب جانتا تھا کہ اُس کی ساری دنیاوی ترقی محض بادشاہ سلامت کی خوشنودی اور ملک کی پسندیدگی پر منحصر ھی پھر ان سب آیندہ فائدوں کو ملحوظ خاطر رکھہ کر کسی طرح سمجھہ میں نہیں آتا کہ اُس کو اُس لفظ کے لکھنے کا کیا جنون سوار تھا یا وہ کیوں ایسا آپے سے باھر ھوگیا تھا کہ کوئی خوشی اور کوئی فائدہ اُس کی سمجھہ میں اُس لفظ لکھنے کے برابر نہ تھا ٭

کہا گیا ھی کہ بادشاہ سلامت کے اُس حد سے زیادہ احسان اور ایک طرح کی جان بخشی سے جو لانسکانواب زادہ کی ایک کوتاہ اندیش حرکت پر اعلی حضرت نے ابھی حال میں مبذول فرمائی تھی اور جسکو فصیح وکیل طرف ثانی نے نہایت ھمدردانہ میں بیان کیا ھی اُس کے نمکحرام دل پر کچھہ اثر نہیں ھوا اور اُس نے ساری مہربانیوں کو فراموش کرکے اُلٹا ضرر رسانی کا شیوہ اختیار کیا — اس واقعہ کے بیان سے جرم کو زیادہ نفرت انگیز اور قابل شرم بنانا چاھا ھی مگر میری رائے اور سمجھہ میں تو یہہ ایک بڑا استدلال اُس کے عدم ارتکاب جرم کا ھی - جن احباب کو اُس سے سابقہ پڑا ھی اور جن کو اُس کے دل کی حالتوں کی اطلاع کا موقع ملا ھی وہ جانتے ھیں کہ اُس میں کس قدر وفاداری اور احسانمندی کا مادہ ودیعت ھی دوستوں کی ھمدردی اور اُن کے ذرا ذرا سے سلوک اور اُن کی ایک ایک بات کا جو سا اثر اس نواب زادہ کے دل پر پڑتا ھی وہ عدالت سے پوشیدہ نہیں ھی میں مثالیں کثرت سے پیش کرسکتا ھوں مگر اس وقت جو مجمع عدالت کے روبرو ھی وہ اس کی تصدیق کے لیئے کافی ھی - اس جماعت پر نگاہ ڈالنے سے معلوم ھوتا ھی کہ کتنے دل اُس کے لیئے آنکھوں سے نکلے پڑتے ھیں کتنے چہرے اُس کی خاطر مغموم نظر آ رھے ھیں — کیا عوام و خواص کی یہہ ھمدردی کسی ایسے دل کے لیئے ھوسکتی تھی جو احسان فراموش ھو اور جس پر دوسروں کی مہربانی کا اثر نہ پڑا ھو - نہیں ھرگز نہیں — قطع نظر ان سب باتوں

کے ایک یہہ بات اُس کے لیئے عام طور پر مسلم ہی کہ وہ نہایت صاف دل اور بے لاگ بات کہنے اور کرنے والا ہی جس پر اُسکی اکثر کوتہ اندیش اور نادان حرکتوں کو محمول کیا جاتا ہی تو جب ایک دل کو ہم صاف اور بے ریا مانتے ہیں ' تو پھر وہ کس طرح خود غرض اور مکار ہوسکتا ہی ؟ حضور والا جس پہلو سے دیکھئے کوئی بات ایسی نظر نہیں آتی جس سے یقین تو یقین شبہہ بھی کیا جاے کہ واقعی نواب زادہ لانسڈا نے یہہ لفظ لکھا ہی — یہی وجہ تھی کہ میںنے جب مجھکو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی ' اور نہ کیا اور پیروی پر آمادہ ہوا چنانچہ میرا خیال صحیح ثابت ہوا اور ایسے ثبوت ملتے گئے جو میرے احتمالات کے بالکل موافق ہیں — میں اب شہادتوں کی طرف رجوع کرتا ہوں اور خواہ مخواہ فصاحت اور خوش بیانی سے کام نکالنا نہیں چاہتا جس سے حضور والا آپ پر پوشیدہ نہیں ہی کہ بسا اوقات سچائی اور حقیقت حال کے چھپانے کا بھی کام لیا جاتا ہی اب میں اپنی تقریر ختم کرتا اور عدالت عالی کی قابل قدر توجہ شہادتوں کی جانب رجوع کرتا ہوں *

مسٹر البرٹ نے جرح کے سوالات شروع کیئے اور آشخانہ میں گلدان لانے والے سے ابتدا کی *

البرٹ " کیا تم نے گلدان اُس آدمی کے ہاتھہ میں دیا تھا جس نے اُس کو بھٹی میں رکھا ؟ " *

گواہ " نہیں جناب — میں نے گلدان ایک کشتی پر رکھدیا تھا جو بھٹی کے قریب ایک میز پر رکھی تھی ؟ " *

س " یہہ بات تمہیں خوب یادہی اور یاد ہی تو کیوں یاد ہی ؟ " *

ج " جناب اس وجہ سے مجھے یہہ بات خوب یاد ہی کہ پہلے تو میں نے گلدان کو کشتی کے کنارہ پر رکھا تھا — مگر وہاں وہ گرنے لگا میں نے فوراً پکڑ لیا وہ ٹوٹتے ٹوٹتے بچا اور میں بہت ڈر گیا ۔ اس لیئے پھر میں نے کشتی کے بیچ کے ظروف ادھر ادھر ہٹا کر جگہہ نکالی اور اُس کو وہاں رکھا — مجھے اس لیئے خوب یاد ہی — ایسا ہی ہوا ہی " *

البرٹ " اچھا - بس اب تم سے دوسرے سوال کي حاجت نہيں " *

اب برتن پکانے والے شخص کي نوبت آئي اور اُس سے اس طرح جرح کي گئي *

البرٹ " کيا تم نے اُس شخص کو جو آتش خانہ ميں يہہ گلدان لايا تھا اور جس سے ابھي سوال ہوئے ہيں ديکھا تھا کہ اُس نے يہہ گلدان کہاں رکھا تھا ؟ " *

گواہ — " ہاں جناب ديکھا تھا — اُس نے يہہ گلدان لاکر کشتي پر رکھا تھا " *

البرٹ " تمہيں خوب ياد ہي ؟ " *

گواہ " ہاں خوب ياد ہي اس ليئے کہ اس نے مجھے پکار کر اور جتاکر کہديا تھا — ديکھو وليم اب يہہ گلدان سنبھلا رکھا ہي پہلي جگہہ سے ابھي گرتے گرتے بچ گيا ہي اس پر ميں نے مونہہ پھير کر ديکھا تو گلدان کشتي ميں نہايت احتياط سے رکھا تھا — مجھے خوب ياد ہي " *

البرٹ " اس وقت اور کيا ہوا تھا ؟ *

گواہ " ہوا کيا تھا — اُس نے مجھہ سے کہا کہ جلد پکانے کے ليئے بھٹي ميں رکھدو — آگ کو اُس وقت دير ہوگئي تھي — ميں نے کہديا کہ جب آگ طيار ہوجائيگي رکھدونگا — اور تو مجھے کچھہ ياد نہيں پڑتا — يہي ہوا اور کيا ہوتا " *

البرٹ " بھٹي ميں رکھہ جانے سے پہلے کتني دير تک يہہ گلدان کشتي ميں رکھا رہا تھا ؟ " *

گواہ " ٹھيک ٹھيک تو ميں بتلا نہيں سکتا — پندرہ يا بيس يا زيادہ سے زيادہ بيس منٹ تک رکھا رہا ہوگا " *

البرٹ " ٹھيک پل لمحہ ياد رکھنے کي ضرورت بھي نہيں ہي — تم يہہ بتلاؤ کہ کيا تم اُس کو اتني دير تک برابر ديکھتے رہے ہو يا تمہاري نظر سے وہ کچھہ دير غائب بھي رہا " *

گواہ " ميں اُسے تکتا نہيں رہا اور رہتا بھي کيوں وہ تو نہايت سنبھلا رکھا ہوا تھا " *

البرٹ " یہہ تمہیں یاد ہی کہ تم نے جب اس کو بھٹی میں رکھنے کے لیئے اُٹھایا تھا تو کس جگہہ سے اُٹھایا تھا ؟ " *

گواہ " اُس وقت وہ میز کے بیچوں بیچ میں رکھا تھا " *

البرٹ " خوب یاد کرو کیا وہ اُس وقت کشتی میں نہیں تھا ؟ " *

گواہ " ہاں شاید کشتی میں نہ تھا " (ذرا ٹھہر کر) بے شک مجھے اب خوب یاد آگیا وہ کشتی پر ہرگز نہیں تھا — کشتی تو میں معہ دوسرے ظروف کے پہلے اُٹھاکر لیگیا تھا — اس گلدان کے لیئے پھر آیا تھا جب دیکھا تو یہہ میز پر ظروف کے بیچ میں رکھا تھا " *

البرٹ " سواے تمہارے کیا کوئی اور شخص بھٹی کے قریب یا اُس کمرہ میں جس سے گلدان لایا گیا تھا موجود تھا یا آیا تھا ؟ " *

گواہ " میرے خیال میں کوئی بھی موجود نہ تھا کیونکہ وہ وقت کھانے کا تھا سب کھانے چلے گئے تھے صرف میں برتن رکھنے کی غرض سے رہ گیا تھا *

البرٹ " تو پھر کیا تمہیں نے گلدان کو کشتی پر سے اُتارا تھا ؟ " *

گواہ " نہیں جناب — میں نے عرض کیا ہی کہ میں نے اُس کو میز پر سے لیا تھا نہ کہ کشتی پر سے وہ تو اُس وقت کشتی پر تھا ہی نہیں " *

البرٹ " ہاں یہہ تو تمنے ابھی کہا ہی کہ بھٹی میں رکھنے کے لیئے تمنے گلدان میز پر سے لیا تھا مگر تم یاد تو کرو اُس شخص کو تو تمنے گلدان کشتی میں رکھتے ہوئے دیکھا تھا — تمنے ابھی دیکھا ہی ہی اور وہ بات تمکو خوب یاد ہی " *

گواہ " ہاں — ہاں — یاد تو خوب ہی " *

البرٹ " پھر گلدان کشتی سے میز پر خود تو نہیں آگیا — اُس کو کسی نے کشتی سے اُٹھاکر میز پر رکھا ہوگا " *

گواہ " یہہ میں نہیں کہہ سکتا کہ اُس کو میز پر کون لایا میں بھٹی کی آگ درست کرنے میں مشغول تھا — لوگ آے چلے گئے ہونگے — دروازہ کی طرف میری پشت تھی میں نے کسیکو نہیں دیکھا " *

البرٹ "مہربان ذرا غور کرو شاید یاد آجائے" *

گواہ کچھ دیر تک نہایت غور سے سوچتا رہا اور پھر یکایک نہایت کشادہ روئی سے بولا *

گواہ "ہاں - ہاں جناب اب مجھے یاد آگیا خوب یاد آیا سلیمان یہودی اندر آیا تھا پہلے تو اُس نے مجھ سے پوچھا کہ صوفیہ کہاں ہے پھر اُس نے گلدان اُٹھا لیا وہ اُس کے پیندے کی طرف دیکھ رہا تھا — جب میں نے دیکھا تو بولا کہ اس کے پیندے میں ایک شعر لکھا ہے — اُس نے اور بھی کچھ کہا مگر میں نے سنا نہیں میں تو بھٹی میں آگ روشن کرنے میں مصروف ہو رہا تھا" *

البرٹ "خیر - بس اب تمہاری شہادت پوری ہوگئی" *

اس کے بعد صوفیہ کے شوہر کی شہادت ہوئی اُس نے حلفیہ اظہار دیا کہ ۲۹ اپریل کو جب کہ پرشیا کا گلدان طیار ہو چکا تھا میں صوفیہ سے جب کہ وہ کھانا کھانے جا رہی تھی گلی میں ملا - جب میں نے اُس سے گلدان کے دیکھنے کے لیئے کہا تو اُس نے جواب دیا کہ اگر آپ ذرا پہلے تشریف لاتے تو دیکھ بھی لیتے اور اُس پر میرا نام بھی لکھ دیتے افسوس ہے کہ میں نے نواب زادہ سے نام لکھوایا اُن سے کہتے ہوئے کہ میں لکھنا نہیں جانتی مجھے بہت شرم آئی مگر اب تو آپ اُسے دیکھ نہیں سکتے بھٹی میں چڑھا دیا گیا ہوگا — تاہم میں دوڑا گیا کہ شاید بھٹی میں چڑھائے جانے سے پہلے دیکھنے کو مل جائے — آتش خانہ کے دروازہ پر مجھے سلیمان یہودی ملا اور اُس نے مجھ سے کہا کہ گلدان ابھی کا بھٹی میں چڑھا دیا گیا اُس وقت میں نے کچھ خیال نہیں کیا اب معلوم ہوتا ہے کہ وہ مجھے اندر جانے سے روک رہا تھا کیونکہ اُس نے دوڑا ہی میرے ہاتھ میں ہاتھ ڈالا اور گلی کی طرف مڑ کر روپیوں کا ذکر چھیڑ دیا کہ صوفیہ کے والدین کو وہ ایک بڑی رقم بھیجنے والا ہے" *

مسٹر البرٹ "- کیوں یہ کیسا روپیہ وہ بھیجنے والا تھا ؟" *

گواہ "صوفیہ کے لیئے" *

البرٹ "کیا صوفیہ نے اُس سے قرض لیا تھا ؟" *

گواہ " میں عرض تو نہیں کیا تھا بات یہ ہے کہ صوفیہ کے والدین نہایت ضعیف ہیں اسی کی کمائی پر بسر کرتے ہیں جب یہودی کو کارخانہ سے فرصت ملتی وہ اُس کا کام کردیا کرتی تھی کیونکہ اُس نے انہیں روپیہ بھیجنے کا پکا وعدہ کرلیا تھا میجک لالٹین کے شیشے اور کچھ چھوٹی تصویریں اُس کی صوفیہ نے رنگ دی تھیں " *

البرٹ " کیا ٹھیک وعدہ پر اُس نے روپیہ بھیجدیا تھا ؟ " *

گواہ — نہیں جناب صوفیہ جب مکان کو گئی تو معلوم ہوا کہ یہودی صاحب نے ایک حبہ نہیں بھیجا ہے " *

البرٹ " کیا تم نے سلومان یہودی کو کبھی صوفیہ کے سیکسنی جانے کے بارہ میں بھی کچھ کہتے سنا ہے ؟ " *

گواہ " ہاں سنا ہے — چونکہ صوفیہ اُس کے بہت کام آیا کرتی تھی اُس نے کئی بار مجھ سے یہیں برلن میں بس جانے کو کہا تھا — ایک مرتبہ بولا کہ مجھے اُمید ہے صوفیہ سیکسنی کو واپس نہیں جائیگی *

صوفیہ کو انعام ملنے سے ایک ہفتہ پہلے جب میں اُس سے ملا اور صوفیہ کی کامیابی کی بہت کچھ اُمید ظاہر کی تو اُسکو کچھ رنج سا معلوم ہوا اور کہنے لگا کہ خیر ابھی اُس کا جانا یقینی نہیں ہے *

البرٹ " کیا تمنے اس یہودی کو نواب زادہ لانسکا کی نسبت بھی کچھ کہتے سنا ہے ؟ " *

گواہ ہاں جناب — کوئی دو ماہ کا عرصہ ہوا جب میں اس یہودی سے گلی میں باتیں کر رہا تھا کہ میں نے نواب زادہ کو آتے دیکھا تو اس سے پوچھا کہ یہ کون ہیں — تب اُس نے جواب دیا کہ یہ نواب زادہ لانسکا ہے اس سے مجھے سخت نفرت ہے اور کسی نہ کسی دن میں اُس سے بدلا لیکر رہونگا — جب میں نے نفرت کا سبب پوچھا تو اُس نے کہا کہ یہ عیسائی کتا ہمارے یہودی مذہب کی بہت ہنسی اڑایا کرتا ہے آج ہی میرا لڑکا کچھ ورزشی کام بادشاہ عالم پناہ کے روبرو کرنے کو جا رہا تھا کہ اس نے اس پر بڑے ٹھٹھے اڑائے — میں کسی نہ کسی دن ضرور بدلا لیکر رہونگا " *

البرت " بس مہربان بس اب زیادہ تکلیف نہیں دونگا " *

اس کے بعد ایک رنگ‌فروش عدالت کے روبرو شہادت کے لیئے پیش کیا گیا ـ رنگ‌فروش کی حلفیہ شہادت یہہ ہوئی کہ ۳۰ اپریل کو سلیمان یہودی میری دکان پر آیا اور مجھہ سے نیلے رنگ مانگے میں نے رنگ دیئے تو ایک کاغذ جیب سے نکالا اور وہ اُس کی پشت پر سب رنگوں کو خوب جانچتا رہا اور ایک رنگ کو پسند کرکے اُس میں سے کچھہ خرید لیا جس رنگ میں سے اُس نے کچھہ حصہ خریدا ہی میں اپنے ہمراہ لیتا آیا ہوں دیکھئے یہہ ہے *

البرت کے کہنے پر اُس رنگ‌فروش کا لایا ہوا رنگ ججوں کو دیاگیا جنہوں نے اُس کو گلدان کے پھندے کے رنگ سے ملایا تو بالکل ایک ہی ثابت ہوا *

البرت " (رنگ‌فروش سے مخاطب ہوکر) " کیا تمکو معلوم ہی کہ وہ کاغذ جس پر یہودی نے رنگوں کو جانچا تھا کہاں ہی ؟ " *

رنگ‌فروش " وہ کاغذ میرے پاس ہی ـ جب یہودی دکان سے چلاگیا تو تختہ کے نیچے مجھے اُس کا وہ کاغذ ملا میں نے واپس کرنے کی نیت سے اُسے رکھہ چھوڑا کیونکہ اُس کی پشت پر کچھہ لکھا تھا جس کو میں سمجھا تھا کہ شاید یہہ تحریر اُس کے کام کی ہوگی ـ مگر یہودی میری دکان پر پھر آیا نہیں اور میں وہ کاغذ بھولا رہا یہاں تک کہ آپ نے ایک ہفتہ گذرا مجھہ سے اس معاملہ کی تفتیش میں وہ کاغذ مانگا اور اس کو دیکھکر ہدایت کردی کہ جب تک نواب زادہ لاسکا کا مقدمہ نہ ہوجاے وہ کاغذ کسی کو نہ دینا چنانچہ میں نے اُس کو سنبھال کر رکھہ چھوڑا اور آج اُسکو یہاں لیتا آیا ہوں ـ دیکھئے وہ کاغذ یہہ ہی ـ وہ کاغذ ججوں عدالت کو دیا گیا جس کو دیکھنے سے معلوم ہوا کہ اُس پر جو نیلے داغ تھے وہ گلدان کے نیلے دھبوں سے بالکل ملتے تھے اب البرت نے یہودی سے وہ رومال طلب کیا جس پر اُس نیلے رنگ کے چھڑانے میں داغ پڑگئے تھے ـ اب دیکھنے سے معلوم ہوا کہ گلدان کے داغ اور کاغذ اور رومال کے دھبوں کا رنگ ایک ہی تھا ـ جب ججان عدالت کو رنگ کے ایک ہی ہونے کا یقین ہوگیا تو البرت نے درخواست کی کہ وہ اس تحریر کو ملاحظہ فرمائیں جو کاغذ کی پشت پر ہے ـــ ججان عدالت کے

یہہ دیکھکر نہایت حیرت ہوئی کہ اُس پر لفظ ظالم کئی جگہہ لکھا ہے گویا کہ کسی دوسرے کے خط کی مشق کی گئی ہے ان الفاظ میں ایک لفظ تو بالکل گلدان کے لفظ ظالم کے مشابہ تھا - اس وقت البرٹ نے ایک اور بات جو اس سے پہلے کسی کے ذہن میں نہیں آئی تھی یہہ بتلائی کہ گلدان کے لفظ ظالم کا حرف میم دوسری میموں سے جو اُس تحریر کے دوسرے الفاظ میں موجود ہیں بالکل مختلف ہے یعنی اور حروف کی نقل تو ٹھیک اُتر گئی تھی مگر حرف میم لانسکا کے خط میں ٹھیک ٹھیک نہیں لکھا گیا تھا *

جب مسٹر البرٹ چیف جسٹس و دیگر ججان عدالت کو سب ضروری باتیں سنا اور دکھلا چکا تو بہت دیر ہوگئی تھی سب لوگ تھک گئے تھے اور کھانے کا وقت قریب تھا اس لئے اُس نے کوئی تقریر نہیں کی اور سب احتمالات کو ججان عدالت پر چھوڑ دیا کہ وہ لانسکا کی عصمت اور سلیمان یہودی کی سچائی و ایمانداری کے احتمالات کا موازنہ فرمائیں — چیف جسٹس نے ججان عدالت کو تمام مقدمہ کا خلاصہ اس حسن و خوبی سے سنایا کہ اگر انگریزی عدالتوں کے جج سنتے تو وہ بھی رشک کرتے - [illegible] ججان عدالت نے اجلاس ہی پر متفق علیہ اپنا یہہ فیصلہ دیا کہ نواب زادہ لانسکا بالکل بےگناہ ہے چیف جسٹس نے اس فیصلہ کا اظہار کیا تو چاروں طرف سے خوشی کے نعرے بلند ہونا شروع ہوئے تمام عدالت گونج رہی تھی کہ اتنے میں آواز آئی خاموش! یہہ وہ آواز تھی جس کے حکم کی تعمیل ہر موقع پر [illegible] کیسا ہی بڑا اجتماع کیوں نہو [illegible] کے سنتے ہی سب لوگ بادشاہ سلامت کی طرف دیکھنے لگے [illegible] فرمایا کہ عدالت موقتاً ملتوی ہو میرا فیصلہ ابھی [illegible] عدالت [illegible] ہے — ([illegible] نواب زادہ لانسکا کی طرف [illegible] کہ میں نے تمہاری [illegible] دلوار [illegible] لانسکا کی طرف [illegible])

[illegible] البرٹ تم نے [illegible] وہ تمہارے اسلحہ

سے کہیں بہتر ہیں اور اس لیئے تم کو ہماری تلوار کی کچھہ حاجت نہیں تاہم تم یاد رکھو کہ تمہارے نا یاب ہتیاروں کو بلا انعام دیئے اور بلا اُن سے کوئی اعلیٰ خدمت لیئے ہرگز نہیں رہنے دونگا " *

اس وقت ایک شخص وہاں ایسا موجود تھا جس کو لانسکا و البرت کایہہ اعزاز گوارا نہ تھا وہ ایک گوشہ میں اپنی قسمت کا فیصلہ سننے کے لیئے خاموش ٹہرا رہا تھا — اس یہودی کے لیئے قلعہ رسپانڈا میں قید کی سزا نہ تھی بلکہ اُس کی سزا پاٹسڈم کے گلی کوچوں کی خاکروبی تھی جن میں نواب لانسکا کے محل کے سامنے کا احاطہ بھی شامل تھا اجلاس برخاست ہو گیا اور سارے حاضرین خوش خوش بادشاہ سلامت کی تعریف کرتے اور البرت کی ہمت و جرات کی داد دیتے ہوئے اپنے اپنے مکانوں کو روانہ ہوئے *

شاہ فریڈرک اعظم نے بیگم صاحبہ والدہ لانسکا کے مکان کو اپنی تشریف آوری سے زینت بخشی اور وہیں نواب زادہ و مسٹر البرت و انگریز سیاح کے ساتھہ کہانا تناول فرمایا وہاں سے سیدھے پریڈ پرتشریف لے گئے اس وقت لوگوں نے دیکھا کہ حضور عالم پناہی بھی لانسکا کی تلوار زیب تن کیئے ہوئے تھے *

بیگم صاحبہ (انگریز سیاح سے مخاطب ہوکر) " آپ غالباً تسلیم کرینگے کہ ہمارا با شاہ بادشاہ اعظم ہی — کیونکہ آپ کو معلوم ہوگا کہ سوائے بڑے لوگوں کے اپنی غلطی اس طرح کوئی تسلیم نہیں کرتا"

سیاح (جوہمیشہ اپنی بات پر قایم رہنےکا عادی تھا) بیگم صاحبہ ! آپ بھی غالباً مان گئی ہونگی کہ یہہ ہمارا انگریزی تحقیقات کا طریقہ تھا جس نے بادشاہ سلامت سے اپنی غلطی منواکر چھوڑی " *

البرت" غالبا - آپ بھی ہمارے خداوند نعمت کی بہت تعریف کرتے ہونگے کہ اُنہوں نے اسطرح مقدمہ کی سماعت کیئے جانیکی اجازت دیدی" *

سیاح " ضرور ایک حد تک میں آپکے بادشاہ سلامت کی تعریف کرتا ہوں مگر اے اہل پرشیا دیکھو — یہہ طرز سماعت آپ لوگوں کے لیئے تو بڑی مہربانی و الطاف خسروانہ سمجھا جاتا ہی مگر ہمارے یہاں ادنیٰ آدمی کا بھی یہہ حق سمجھا جاتا ہی کہ اُس کے مقدمہ کی تحقیقات اس طرح کی جاے — اگرچہ میں آپ کے بادشاہ سلامت کی بھی بہت تعریف کرتا ہوں مگر اُس سے کہیں زیادہ اپنے یہاں کی طرز حکومت کا مداح ہوں *

۷۸۶

جہان مثل زلیخا مشتری تھا جن مضامین کا
تماشا ہے وہ یوسف بنکے خود بازار میں آئیں

گلدستہ مضامین

مفید عام

بالخصوص طلبا درجہ مڈل و انٹرنس ... کا ...

پتہ
ان-اے-اینڈ برادر محمد غلام غوث محلہ قاضی پورہ علاقہ چوکی دساسمید مکان
نمبر ۱۴۰ شہر بنارس

Address:—
N.A. & Brother and Md. Gulam Ghaus. Qazipura. D.12. 140. Benares.

نظیر المطابع میں طبع ہوکر شایع ہوا

قیمت ۲ علاوہ محصول ڈاک ... ۱۰ ... بار اول ... ۱۰۰۰

[illegible]

... خطوط کے کاغذ یعنی (Note paper) نہایت عمدہ ...

[illegible]

نمبر ۲ - پاکٹ بک (Useful Pocket Book) نہایت عمدہ ...

[illegible]

نمبر ۳ - کاپی انگریزی رولدار جس میں کہ ملکہ معظمہ کی تصویر بھی ہے قیمت فی درجن ...

... سلطان کا ڈی ٹکٹ ...

نمبر ۴ - بلیک لائن (Black line) مختلف قسم کی ملتی ہے - لیجئے

[illegible]

... ۲ روپیہ کمیشن ملیگا -

عِلم تاریخ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ ایک ایسا علم ہے جسکی تعریف و توصیف احاطۂ تحریر سے باہر ہے۔ اسلاف کے حالات اور اونکے کارنامے علمی سرمایہ بڑھانیکی نئی نئی صورتین ہین۔ سپہگری۔ ملک گیری۔ تجارت۔ زراعت کے فنون کی عجیب و غریب باتین اور انکی مثالین الغرض تمام ترقیات کے اسباب اس سے معلوم ہوتے ہین اخلاف کی مردہ رگونمین بھی ایک قسم کا جوش اور ایک مرتبہ ہیجان پیدا ہوجاتا ہے۔ انمین جو غیور ہوتے ہین اُنکے لئے یہ تازیانہ تنبیہہ ہوکر اسبات پر مستعد کرتا ہے کہ اپنے آبا و اجداد کیطرح وہ بھی ایسے دل و جان سے کوشش کرین جس سے اُنکے مثل یا اُنسے بڑھکر ہوجائین وہ اسبات پر مرتے ہین کہ ہمارے آبا و اجداد جب اس درجے اور پائے کے تھے تو ہمکو بھی ایسی کوشش بہم پہونچانی چاہئے جس سے باپ دادا کا نام روشن اور قایم رہے۔ بڑے بڑے مہمات ہین یہ تیغ و خنجر کا کام دیتا ہے بڑی بڑی تدبیرین اسیکے بدولت سوجھتی ہین۔ اہل سیف اہل قلم دونون کا انیس غمگسار۔ اہل دَول و اہل تجارت کا معین و مددگار۔ گومگو کی حالت مین نہایت صائب رائے دینے والا۔

مشورہ لیجیے تو بلا خیانت اپنا فرض منصبی ادا کرنیوالا - اخلاف کو اسلاف سے ملانیوالا
جس علم جس چیز کا آپ مذاق رکھتے ہون اوسکا فوٹو دکھانے والا - بھولے گھر کا راستہ
بتانے والا خضر راہ کہین تو بجا ہے - مسیحا مردہ دلان کہین تو کیا برا ہے - بہر نکتے
اسکے آب زر سے لکھنے کے لائق ناز و انداز اسکے نقد جان پر فائق - غور و فکر کے
دریا مین ڈوبے ہوئے کو کنارہ اسی سے ملتا ہے خسرو پرویز کے ہفت گنج کا
پتہ اسی سے چلتا ہے - جہاز کی روانی مین اسکی ضرورت ہے علم حدیث بلا اسکے
بے نمک ہے - جسقدر اسلام مین اسکی ضرورت ہے اُسیقدر اسکی تکمیل اور عزت
کی گئی ہے - مگر افسوس کہ اب یہ خانہ زاد مسلمانون کی ادبار اور افلاس سے
وحشی ہوکے دوسرے قومون سے جا کر مل گیا بلکہ یون کہنا چاہیے کہ ادبار اسکے جانے سے
آگیا - ہندوستان اسی کے جانے سے ابتک نالان ہے - غیر ملک اسیکو قدم کی برکت
سے ابتک شادان و فرحان ہے سرداران قوم کی جانفشانیون اور اولوالعزمیونکا
ٹھیک ٹھیک پتہ اسی سے لگتا ہے - پرانی پرانی عمارتین اپنے رفیع الشان کنگرون
اور منارون سے صاف صاف بتا رہی ہین کہ کیسے کیسے عہد سلطنت اور حکومت مین
ہم بھی تعمیر پاکر مشہور تھے - اور آج گردنین اوٹھا اوٹھا کر چارون طرف
دن کی روشنی اور رات کی چاندنی مین اسکو ڈھونڈھتے ہین اور کہین پتا نہین
چلتا - تارک الدنیا اس سے دنیا کی بے ثباتی اور اپنی حیات مستعار کا اندازہ
کرکے اپنی مذاق مین اُسکو بڑا رفیق دلسوز سمجھتے ہین الغرض فقیر و امیر - بادشاہ
و رعایا - وزیر و پیر سب اسکے محتاج اور اس سے بہرہ مند ہوتی ہین اور ہوتے
آئے - ایک فارسی کے شاعر نے کیا خوب اسکی تعریف مین کہا ہے - جو مناسب
موقع ہے اسواسطے درج ہے :-

مثنوی

حکایات و احوال شاہنشان روایات اخبار کار آگہان ‌٭
دل و دیدہ را روشنائی دہد بعلم و خرد آشنائی دہد
ز ہر گونہ جا بے سخن گفتہ اند گہرہائے معنی بسے سُفتہ اند
بدوران بسے تجربہ کردہ اند بہر کار بس رنجہا بُردہ اند
ہمان بہ کہ بر قول ایشان رویم سخن ہائے پیشینگان بشنویم

عِلم

تاج سرِ جملہ ہنر ہاست علم قفل کشائی ہمہ درہاست علم

قلم کو یہ دستِ قدرت کہان ہے۔ اور زبان مین ایسی طاقت کب ہے جو علم کے کماحقہ فوائد بیان ہوسکین۔ جسقدر اِس بارہ مین بیان کیجئے وہ کم ہے اور جو کچھہ کہ خیال کیجئے اُن سبکی اُسمین گنجایش ہے۔ دین و دنیا دونون جہان کی عزت اِسی سے حاصل ہوسکتی ہے حیوان سے انسان۔ ادنیٰ سے اعلیٰ۔ غریب سے تونگر بنا دینا اِسکا ادنیٰ کام ہے کوئی دولت اُسکے مرتبہ کو نہین پہونچ سکتی۔ نہ کوئی نعمت اُسسے ایسی دولت دیسکتی ہے۔ مال خرچ کرنے سے کم ہوتا جاتا ہے اور یہ زیادہ۔ دولت کی بہت حفاظت کرنی پڑتی ہے ورنہ برباد ہوجائے۔ اور یہ خود انسان کا حامی و محافظ ہے۔ بے راہ چلنے نہین دیتا۔ غیر مناسب کام کرنے نہین دیتا۔ اچھائی بُرائی نیکی بدی سے آگاہ کرتا ہے۔ نہ چور اِسے چورا سکتا ہے اور نہ ظالم ظلم سے کچھہ پا سکتا ہے۔ نہ کسی شریک کا اِسمین حصہ ہے۔ نہ غنیم کے چھین لینے کا کھٹکا ہے۔ علم بھی کئی طرح کے ہوتے ہین یعنی۔ علم فلسفہ۔ علم جغرافیہ علم مجلس۔ علم حرفت علم موسیقی وغیرہ وغیرہ ہر علم کے عالم کی قدر یکسان ہوتی

ہے - مگر عالم بے عمل مثل چراغ ہے بے روغن - دال بے نمک - درخت بے
ثمر کے ہے - کیا خوب اِسموقع پر حضرت شیخ سعدیؔ شیرازی نے اپنی کتاب
گلستان مین فرماتے ہین ؎

علم چندانکہ بیشتر خوانی ۔۔۔ چون عمل در تو نیست نادانی

عالِم اپنے وطن سے کیسا ہی پریشان ہوکے نکلے - اور کتنا ہی مفلس ہو مگر جس مجلس
مین پہونچے لوگ اُسکی تعظیم کرتے ہین - اپنے دل مین اُسے جگہ دیتے ہین - اِسکی
وجہہ سے اپنا منشا اور اِرادہ بخوبی بیان کرسکتا ہے - اُمنگون اور خواہشون کا
بُخار دل سے نکال سکتا ہے ایک جگہہ بیٹھکر کتاب کے ذریعہ سے دُنیا بھر کی سیر
کرسکتا ہے - عزیز بیگانے اُسکی عزت کرتے ہین اور حاکم جان سے دوست
رکھتے ہین - یہی انسان کو تہذیب و اخلاق سکھلاتا ہے - اِسی کے وجہہ سے
اِنسان پادشاہی دربار مین عزت پاتا ہے - یہی دُنیا کے نشیب و فراز کو سمجھاتا
ہے - خدا کے جانب بھی راغب کرتا ہے جب ہی تو عابد اپنے معبود کا دم بھرتا ہے
جیساکہ شیخ سعدی نے فرمایا ہے ؎

چون شمع از پئے علم باید گداخت ۔۔۔ کہ بے علم نتوان خدا را شناخت

اتفاق ونفاق

اِتفاق کی خوبیان اور نفاق کی بُرائیان اظہر من الشمس ہین جسقدر اِسکی
مذمت اور اُسکی صفت بیان کیجائے کم ہے - جتنے دُنیا اور دین کے کام ہین سب
اِتفاق سے بخوبی اور بآسانی انجام پاتے ہین اِسکی وجہ سے بیکار چیز بھی باکار اور
معتد بہ نتیجہ پیدا کرنیوالے ہوتے ہین کوئی ایسی مشکل نہین جو اُس سے حل نہ ہوجائے

کوئی ایسی مہم ہے جو اس سے انجام نہ پائے۔ ملک گیری کے لئے ایک
بڑا ذریعہ ہے۔ سلطنت کے انتظام اور آرایش کا اعلیٰ وصیلہ ہے۔
ترقی کا یہی باعث ہے دوستی اور محبت کا یہی موجب ہے اسی کیوجہ غیر
ہو جاتے ہین دشمن دوست بنجاتے ہین ۔ جس مکان مین اسنے اپنا
رکھا اُسے آباد اور روشن کیا جس قوم کے دلمین اسنے اپنا گھر کیا
ہے روز افزون ترقی ہوتی گئی۔ انگریزون کے حال پر بخوبی غور کرنیسے
وہم ہوسکتا ہے کہ اُنکو ادنی حالت سے اعلےٰ درجہ پر اسی نے پہونچایا اور
روز بروز عروج کا باعث ہوا۔ یورونکی قوم مین اسی کے وجہ سے
مفلس نہین ہونے پاتا۔ جو شخص گردش آسمان سے تباہ ہوگیا فوراً
اسکی مدد کی اور ایکقسم کی چیز اُسکو خرید دی اور یہ اتفاق کرلیا
اسکی چیز فروخت نہ ہوجائیگی کوئی اوس چیز کو نہ بیچیگا۔ اسیطرح
دوسرے کی مدد کرتے رہتے ہین۔
اسکے برعکس ہے۔ کوئی کام بخوبی اُس سے انجام نہین پاتا۔ بنے کام بگڑجاتے
آباد گھر ویران ہوجاتے ہین۔ سلطنت کے تباہی کا یہی باعث۔ غرضکہ جتنی
اتفاق مین خوبیان ہین اُسیقدر نفاق مین برائیان ہین۔

بشاشت

بشاشت کا پہلا خاصہ یہ ہے کہ وہ تندرستی کو بڑہاتی ہے۔ دل مین کچھہ ایسی
بیماریان اور مخفی شکائتین ہوا کرتی ہین جنسے غیر محسوس صدمات اُن نازک
ریشون کو پہونچتے ہین جو جسم کے زندہ رکھنے والے حصون مین شامل ہین
اور انہین صدمات کے بدولت جسم کی کل گھسکر بگڑجاتی ہے۔ کیسا ہی ضعیف العمر

آدمی ہو اسکے مزاج مین معمولی خوش طبعی اور بشاشت کچھہ نہ کچھہ ضرور رہی ہوتی ہے۔ سچ ہے کہ بشاشت سے تندرستی اور تندرستی سے بشاشت پیدا ہوتی ہے۔ اِس سے ناخوشی اور تفکرات دور ہو جاتے ہین۔ ہوائے نفسانی کا جوش کم ہوتا ہے۔ اور روح مین ایک قسم کا مستقل سکون پیدا ہو جاتا ہے۔ آفتاب جو تمام مخلوقِ خدا کی جان ہے اور ہمارے ضروریات زندگی کو مہیا کرتا ہے اسمین ایک طرح کا خاص اثر انسان کے خوش کرنیکا موجود ہے۔ عمدہ عمدہ عمارتونکے دیکھنے اور اُنکی صنعتون پر نظر ڈالنے۔ صحرا اور جنگلون مین۔ گلشن اور باغون مین سیر کرنے۔ چرندون اور پرندون کی بولیان سُننے۔ چوپائے اور جانورون کے آوازون سے انسان پر ایک خاص قسم کے خوشی کا اثر دل پر پڑتا ہے۔ کسان اپنے آیندہ خوشی کے لئے کسقدر محنت اور مشقت کرتا ہے۔ پروردگار عالم کا یہ ارادہ کبھی نہ تھا کہ انسان اِس دنیا مین پریشان و غمگین رہے۔ جہانتک اِسکی تعریف بیان کیجائے درست ہے۔ بخلاف اِسکے رنج ایک طرح کا بھوت ہے جسکا گذر ہمارے جزیرے مین اکثر ہوا کرتا ہے اور اکثر مشرقی ہوا کے جھونکے کے ساتھہ ہم تک پہونچ آتا ہی سب سے اچھا اور خوش نصیب وہ شخص ہے جسکے پاس پوری خوشی اور کامل مسرت کا سرمایہ ہے ۔ اڈیسن۔

خوشامد

دلکی جسقدر بیماریان ہین اُنمین سب سے زیادہ مہلک خوشامد کا اچھا لگنا ہے جس وقت اِنسان کے بدن مین ایسا ماڈہ پیدا ہو جاتا ہے جو وبائی ہوا کے اثر کو

جلد قبول کرلیتا ہے تو اُسیوقت اِنسان مرض مہلک مین گرفتار ہوجاتا ہے
اسیطرح جبکہ خوشامد کے اچھا لگنے کی بیماری انسان کو لگ جاتی ہے تو اُسکے دلمین
ایک ایسا مادہ پیدا ہوجاتا ہے جو ہمیشہ زہریلی باتونکے زہر کو چوس لینے کی خواہش
رکھتا ہے ۔ جس طرح خوش گلو گانے والے کا راگ اور خوش آیندہ باجے کی
آواز انسان کے دلکو نرم کردیتی ہے اسیطرح خوشامد بھی انسان کے دلکو ایسا
پگھلا دیتی ہے کہ ہر ایک کانٹے کے چبھنے کی جگہہ اُسمین ہوجاتی ہے ۔
اول اول یہ ہوتا ہے کہ ہم اپنے آپ خوشامد کرتے ہین اور اپنی ہر ایک چیز کو
اچھا سمجھتے ہین اور آپ ہی آپ اپنی خوشامد کرکر اپنے دلکو خوش کرتے ہین پھر
رفتہ رفتہ اورونکی خوشامد ہم مین اثر کرنے لگتی ہے ۔ اِسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اول تو
خود ہمکو اپنی محبت پیدا ہوتی ہے پھر یہی محبت ہمسے باغی ہوجاتی ہے اور ہمارے
بیرونی دشمنون سے جا ملتی ہے اور جو محبت و مہربانی ہم خود اپنے ساتھ کرتے تھے
وہ ہم خوشامدیون کے ساتھ کرنے لگتے ہین اور وہی ہماری محبت ہمکو یہ بتلاتی ہے
کہ اُن خوشامدیون پر مہربانی کرنا نہایت حق اور اِنصاف ہے جنکی باتون سے
جنکی باتون سے ہمارا دل ایسا نرم ہوجاتا ہے کہ اِس قسم کے پھسلاوٗ اور فریب
مین آجاتا ہے اور ہماری عقل خوشامدیون کے مکر و فریب سے اندھی ہوجاتی ہے
اور وہ مکر و فریب ہماری طبیعت پر بالکل غالب آجاتا ہے ۔ جس طرح خوشامد
ایک اچھی چیز ہے اُسیطرح مناسب اور سچی تعریف کرنا نہایت عُمدہ اور خوب
چیز ہے ۔ جس طرح لایق شاعر دوسرونکی تعریف کرتے ہین کہ اُن اشعار سے
لوگونکا نام باقی رہتا ہے جنکی وہ تعریف کرتے ہین اور شاعری کی خوبی سے خود
اُن شاعرونکا نام بھی باقی رہتا ہے ۔ سرسید احمد ۔

سچ اور جھوٹ

دُنیا مین فقط ایک راستبازی حیات اِنسانی کی ایسی تازہ بہار ہے جسکے اثرسے تمام نیک خصلتین اِنسان کے دل و دماغ مین اپنا گھر کر دیتی ہین اور راستی کی مدد سے نیک خیالات کا مجموعہ انسان کو تمام برائیون سے محفوظ کر دیتا ہے۔ راستی وہ چیز ہے جس سے اِنسان اپنے اپنا ہم جنس مین نیک نام اور عالی مقام بن سکتا ہے کیونکہ اِنسان کے لئے سچ بولنا اعتبار و افتخار کا بڑہانے والا اور آئینۂ دل کو غبارِ ملال سے صاف کرنے والا بخوبی ثابت ہو چکا ہے۔ ایک سچ بولنے والا غریب آدمی اُس امیر سے جو جھوٹا مشہور ہو کہین اچھا ہے۔

اِنسان کا دل مثل ایک آئینہ کے ہے جسمین وہ بشرط صاف ہونے کے تمام دنیا کی بُری اور بھلی صورتین بخوبی دیکھہ سکتا ہے اور تمیز نیک اور بد کرکے اپنی راست بازی کو اورونکے دلون پر نقش کر دیتا ہے۔ راست بازی فقط بندگان خدا کی رضاجوئی کا وسیلہ نہین بلکہ زیادہ تر اوس خداوند عالم کی خوشنودی کا ایک پاک ذریعہ ہے۔ ایک سچے آدمی کی جتنی شہرت ہوتی ہے۔ اُسیقدر اُسکی عزت بڑہتی ہے۔ اور جھوٹے آدمی کی جسقدر شہرت ہوتی ہے اُسیقدر اُسکی رسوائی زیادہ بڑہتی ہے۔ جو آدمی سچ بولنیکو اپنا ایمان سمجھتا ہے وہ ہمیشہ جھوٹ بولنے والون سے دور رہتا ہے۔ اور اپنے اِس اصول کی بدولت گویا وہ ایک اچھی صحبت کی تلاش کرتا ہے جسمین اُسکی سچائی اُسے زیادہ تر نیک بناسکتی ہے۔

اب جھوٹ بولنے والے کی حالت کیطرف خیال کیا جائے تو ایک دوسرا نتیجہ جو سچائی کے برعکس ہی معلوم ہو سکتا ہے اول تو جھوٹ بولنے والا شخص ہمیشہ اسی فکر مین مبتلا رہتا ہے کہ مین اصل واقع کو ایک ایسی تمہید کے ساتھ بیان کرون کہ میرا جھوٹ ثابت نہو۔ کیونکہ وہ خود سمجھتا ہے کہ جھوٹ بولنا ضرور داخل عیب ہے۔ مگر ساتھ ہی اسکے لوگ عموماً اپنی نافہمی کیوجہ سے اس اصول کو بالکل بھول جاتے ہین کہ جس قدر جھوٹ پوشیدہ کیا جاتا ہے اُسیقدر وہ اور ظاہر ہوتا جاتا ہے۔ پس جھوٹ بولنے والے اور راستی کی بیقدری کرنے والے شخصون کا حال روز بروز عام کی نظرون مین قابل نفرت ہو جاتا ہے۔

جس طرح ایک نشہ پینے والا شخص نشہ پینے کے وقت اشیائے منشی کی تلاش مین سرگردان رہتا ہے اُسی طرح ایک جھوٹ بولنے والا شخص ایک جھوٹی بات کے سچ بتانے کی فکر مین ایسے منصوبے گڑھنا شروع کرتا ہے کہ پھر اُسکی عقل اُسکے قابو مین نہین رہتی اور آخرکار ایسی باتین بیان کرنا شروع کر دیتا ہے کہ اُسکا طرز کلام خود اُس بات کی بنیاد کو جھوٹا ثابت کر دیتا ہے۔

انسان اگر اپنی عزت اور نیکنامی چاہے تو وہ فقط سچائی کی طرف اپنے دل کو رجوع کر دے کیونکہ یہی ایک راستبازی انسان کی بہبودی کا وہ ذریعہ ہے جس سے تمام دنیا کی نعمت و عزت بآسانی حاصل کر سکتا ہے۔

گیند بلّہ

نہ قلم مین طاقت ہے نہ زبان مین گویائی۔ نہ وقت مین وسعت ہے نہ دل مین توانائی جو گیند کھیلنے کے فوائد کما حقہ بیان ہو سکین۔ مگر موافق وقت اور سمجھ کے چند

خوبیان قلم بند کرتا ہون ع گر قبول افتد زہے عزّ و شرف + اول تو اِسمین
دل خوب بہلتا ہے - کیسا ہی آدمی غمگین اور رنجیدہ ہو سب رنج و الم بھول جاتا
ہے - بھوک پیاس تک نہین یاد رہتی - پیر ون مین طاقت آتی ہے - غذا جلد
ہضم ہوجاتی ہے - بدن مین قوت و چستی آجاتی ہے سُستی کا نام نہین رہتا -
اگر خیال کیجئے تو ورزش کے کل فوائد اِسمین موجود ہین - بلکہ یہہ کہہ سکتے ہین کہ یہ
اسمین تفریح کہان - یہ بات تو ظاہر ہے کہ اوسکے حرکات تندرستی کے معین ہین
اور تندرستی ہزار نعمت ہے - اور صحت ہر کام پر مقدم ہے -

پڑھنے لکھنے مین سُستی کو آنے نہین دیتا - چلنے پھرنے مین سواری کا محتاج نہین
رہتا - اِس صورت مین انسان جو کام کرنا چاہین یہ مددگار ہوجاتا ہے - بیماری
کی حالت مین قوت جلد زایل ہوجاتی ہے - اول تو جو روز کھیلتے ہین وہ بیمار کم
ہوتے ہین - اگر ہوئے بھی تو اُنکے اعضا رقوی رہتے ہین اور چونکہ قوی درست
رہتے ہین اِس لیے وہ ضعیف بھی دیر کو ہوتے ہین اور پیری مین بھی اُنھین چلنے
پھرنے کی طاقت رہتی ہے - اکثر تجربہ سے معلوم ہوا کہ ورزش کرنے والے اخیر وقت
تک قوی رہتے ہین - چلنے پھرنے مین مجبور نہین ہوتے - غرضکہ تندرستی کے واسطے
اِس سے بہتر کوئی ذریعہ نہین ہے -

حِلم

محبت و اتحاد کا باعث شر و فساد کا دافع - دنیا مین عزت اور اعتبار کا سبب
عقبےٰ مین رحمت پروردگار کا موجب - آتش جدال کو اِس طرح بجھاتا ہے
جس طرح پیاس کو آبِ زلال - کھانے مین غصہ اور نیب اندراین سے تلخ تر ہے

لیکن اِس کے بعد شہد سے زیادہ مفید۔کیونکہ وہ دافع جنون اور یہہ
مصفی خون ۔شیر سے مقابلہ کرنا اور ہاتھی سے لڑنا مردانگی نہین بلکہ دیوانگی ہے۔
حقیقی شجاعت حلم وبردباری ہے اگر وہ اپنی حالت پر قایم رہے تو دونون جہان
مین عزت کا باعث ہے ۔اور اگر برعکس کہا جائے تو ملح یعنے نمک ہے ۔اُس سے
کھانے کی لذت ہوتی ہے اور کبھی لحم ہوگا اس سے بدن کو طاقت ہوتی کبھی محل
ہوگا وہ آرام کا مقام ہے کبھی حمل بنیگا جس سے نسل کا قیام ہے اب دیکھو اِس
ایک فضیلت مین کتنی خوبیان ہین اور اِس ایک نعمت سے کتنی نعمتین حاصل ہوتی ہین۔
جیسا کہ حلم سد باب فتنہ وفساد ہے ویسا ہی غضب کلید جدل وغبار ہے ۔غصہ
وغضب مورث عوارض نفسانی اور وارث امراض جسمانی ہے ۔جیسا حلم دافع
فساد وباعث نجات ہے ویسا ہی غضب موجب بلیات ہے یہ خصلت عقل کو تباہ
اور انسان کو گمراہ کردیتی ہے ۔اسی لئے پیغمبر خدا نے فرمایا ہے کہ جس طرح
سرکہ شہد کو خراب کردیتا ہے اسیطرح غصہ ایمان کو برباد کردیتا ہے ۔اسی سے
الفت کی بیخ کنی اور دوستون سے دشمنی ہوجاتی ہے ۔اعزہ واقارب سب
نفرت کرتے ہین ۔دشمن اپنے مقابل مین عاجز وناچیز سمجھکر زیادہ وبالیتے ہین
اور اُسکی بے انصافی دیکھکر زیادہ دشمنی پر آمادہ ہوجاتے ہین +

وقت

یہ بہت ہی قابل قدر چیز ہے ۔ سلف سے لیکر اِسوقت تک جس شخص نے اِسکی قدر نہ کی
اُسے کفِ افسوس ہی ملنا پڑا ۔ دُنیا کی کوئی چیز ایسی نہین ہے جسکو کسی قسم کا
تعلق اِس سے نہو ۔ دیکھو خوشی کو اِسکے ساتھ کیسا ربط ہے ۔ خوشی کے حالت
مین ہر چیز گویا زبان حال سے وقت کے وسیع ہونے کی دعا مانگتی ہے اور جسقدر

زمانہ گذرتا جاتا ہے اُتنی ہی حسرت کا ہلکا ہلکا رنگ ہر رگ و ریشے مین پیوست ہوتا جاتا ہے - وقت کا سماں ہر جگہہ بدلتا رہتا ہے کسی جگہہ دلچسپی سے خالی نہین کہین تو رنج و غم کی چادر اُوڑہے ہوئی اور کہین خوشی کے ہاتھون کو مراد کے دامن تک پہونچائے ہوئی - ایک ہی درخت سے دو پہول توڑے جاتے ہین ایک نوشہ کے سہرے مین صرف ہوتا ہے دوسرا میت کے جنازہ پر رکہا جاتا ہے اسی طرح مصیبت و رنج کے وقت ہر چیز اپنی جان سے بیزار ہو جاتی ہے اور گویا زبان حال سے پکار پکار کر کہتی ہے کہ یہ وقت ہمپر بہت ہی سخت ہے واقعی وقت بہی عجیب طلسمی پردہ ہے اسکی نیرنگیان ایسی نہین کہ دیکہنے والونکی آنکہون مین حیرت کا سرمہ نہ کہینچ جائے اور صفحۂ روزگار پر حسرت کا پوڈر نہ چہیر دے - درحقیقت اسمین بڑی بڑی کرامتین ہین جسپر اسنے ذرا نظر عنایت کی اُسے ایکبارگی گویا چہت پہاڑ کر دولت دیدی - اگر اسکو اقبال کا چہوٹا بہائی کہین تو بجا ہے - اور سایۂ جال ہما کہین تو درست ہے - اسیطرح ایک وقت ایسا بہی نہایت درد انگیز ہوتا ہے جب اسکے خلاف اثر پڑتا ہے - آئی ہوئی عقل زایل ہو جاتی ہے - ہمت ہار جاتی ہے - برسونکی محنت اور جانفشانیان چشم زدن مین برباد ہو جاتی ہین ہزارون بندگان خدا تہ تیغ بیدریغ ہوکے بڑی بڑی سلطنتین دم کی دم مین تہ و بالا ہو جاتی ہین - و فتر کا دفتر لکہو ڈالیے مگر تب بہی اسکے لئے بہت وقت چاہئے - اکسپر یونی ورسٹی کے امتحانون مین اسکی بہت شکایتین ہوتی ہین - سالہا سال کی کوششین اور محنتین محض اسیکی کمی اور تنگی سے غارت ہو جاتی ہین - اسکی قدر ہر چہوٹے بڑے کو ضرور کرنی چاہئے جیسا کہ افلاطون کا قول ہے اَعْظَمُ الْمَصَائِبِ فَوْتُ الْوَقْتِ بِلَا فَائِدَۃٍ یعنے بہت بڑی مصیبت وقت کا بے سود ضایع ہونا - اسوقت اہل انگلستان کسقدر اسکے پابند ہین جسکی وجہ سے آج تک

اُنکے کل اُمورات بخوبی وبآسانی انجام پاتے ہین۔ یہ مثل ڈھلتی ہوئی چھاؤن کے
ہے ابھی ہماری نظرونکے سامنے اور ابھی پل جھپنے کی دیر تھی کہ کوسون دکھائی
نہین پڑتا۔ بقول کسی شاعر کے ع یک لحظہ غافل گشتم وصد سالہ راہم
دور شد ۔

صفت تاج گنج

آج قلم کا دماغ پھولون کی خوشبو سے معطر ہے کاغذ کا صفحہ آنکھہ کی سپیدی
کی طرح منور ہے نظر کا ڈورا رگ گل کی طور پر رنگین ہے۔ نگاہ کا رشتہ گلدستہ
کے مانند بہارین ہے کس واسطے کہ مجھے ایک باغ اور مکان کی تعریف لکھنی منظور ہے
جسکی سیر سے چشم مردم مین نور ہے۔ اُسکے صحن اور دالان مین خدا کی قدرت کا
گل کھلا ہے۔ چمن اور میدان مین صانع کی صفت کا تماشہ ہے۔ وہ کون مکان اور
کیسا گلستان جو شاہ جہان ایسے بادشاہ عالیجاہ کا قیامگاہ ہے۔ کون قصر
اور کیسا ایوان جو جناب عالیہ بادشاہ بیگم کا آرامگاہ ہے۔ جس جگہہ یہ دونون آفتاب
ماہتاب سوتے ہین چاند سورج دن رات اُس زمین کے نثار ہوتے ہین۔
تاج بی بی کا روضہ جہان مین مشہور ہے۔ اور ہر چمن اُسکا جنت کی خوشبو سے معمور ہے۔
اکبرآباد کیا بلکہ سارے ہندوستان کو اِس مکان سے عزت ہوئی۔
ہندوستان کیا بلکہ تمام روئے زمین کو اُس سے زینت ہوئی۔ سُبحان اللہ کیا
روضہ ہے کہ رضوان جسکے لطف اور لطافت سے راضی اور خوشنود ہے۔ بارک اللہ
کیا باغ ہے جسمین بہشت کی ہر نعمت موجود ہے۔ سورج اِس باغ کا ایک رو آلو
ہے۔ چاند اِس چمن کا گلشبو ہے۔ دونون بازو کے سر سے محراب کی چوٹی تک

کلام مجید کا سورہ چوب قلم سے لکھا ہے - باغ کے چارون طرف سے فوارے چھوٹتے ہین گویا آسمان سے تارے ٹوٹتے ہین - کہین گل کے قہقہے کہین بلبل کے چہچہے ہین مور اُدہر شور کرتا ہے - اِدہر ستون کا جنون زور کرتا ہے - کوئل وہان کوک اُٹھتی ہے - یہان سینہ مین ہوک اُٹھتی ہے - پپیہا جو اِدہر بولا پی کہان تو پھر یہان بدن مین جی کہان - طوطی کی جو بات ہے - گویا نبات ہے - مینا کو شیرین کلامی سے کام ہے - ناکامون کا کام ہی تمام ہے - الٰہی یہ روضہ ہے یا خلد برین ہی - آسمان ہے یا زمین ہے - سنہرا کلس ہے - یا سورج کی کرن ہے - گنبد ہے یا نور کا مسکن ہے - قبرستان ہے یا روضۂ رضوان ہے - مکان ہے یا جواہرات کی کان ہے - جو پتھر ہے جواہرات سے بہتر ہے - صبح نے جب مرمر کی ایسی صفائی پائی - تب سنگ مرمر کی صورت بنائی - سنگ موسیٰ کو شعلۂ تجلی نے طور پر جلایا - تب اس درگاہ کے صرف مین آیا - جالیون کی نزاکت مین عقل کام نہین کرتی کہ پتھر کو موم کرکے بال کا قلم پار کر دیا - یا خیال کا جالا سمجھکر نگاہ کی نوک سے جیسا چاہا کام کر لیا ہے - کاغذی وصلی پر حرفون کا اُبھراپن تو معلوم بھی ہوتا ہے - یہان پتھر پر پتھر کی پچیکاری کا نہ جوڑ نظر آتا ہے نہ پیوند - اور جوڑ نہ کہین سے پست ہے نہ بلند ۞

از بہار بیخزان -

عرضداشت

جناب مولانا مولوی الطاف حسین صاحب **حالی** پانی پتی کا نصیحت آمیز و عبرت انگیز مسدس جسکو جناب موصوف نے بڑی کوشش و جانفشانی سے تصنیف فرمایا ہے کم صاحبون کے نظر انور سے گذرا ہوگا - نہایت قابل قدر ہے خصوصاً وہ مقام جسمین اسلام کا عروج اور تباہی کا بے نظیر خاکہ جو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ابھی

ابھی نظروں کے سامنے ہو گیا ہے بطور ہدیہ یا قند مکرر پیشکش خدمت ناظرین ہے۔

رُباعی

پستی کا کوئی حد سے گذرنا دیکھے
اسلام کا گر کر نہ ابھرنا دیکھے
مانے نہ کبھی کہ مدّ ہے ہر جزر کے بعد
دریا کا ہمارے جو اُترنا دیکھے

مسدّس

کسی نے یہ بقراط(۱) سے جا کے پوچھا
مرض تیرے نزدیک مہلک ہیں کیا کیا
کہا دکھ جہاں میں نہیں کوئی ایسا
کہ جسکی دوا حق نے کی ہو نہ پیدا
مگر وہ مرض جسکو آسان سمجھیں
کہے جو طبیب اُسکو ہذیان سمجھیں

سبب(۲) یا علامت گر انکو سجھائیں
تو تشخیص میں سو نکالیں خطائیں
دوا اور پرہیز سے جی چرائیں
یوہیں رفتہ رفتہ مرض کو بڑھائیں
طبیبوں سے ہرگز نہ مانوس ہوں وہ
یہاں تک کہ جینے سے مایوس ہوں وہ

یہی حال دنیا میں اُس قوم کا ہے
بھنور میں جہاز آ کے جسکا گھرا ہے
کنارا ہے دور اور طوفاں بپا ہے
گماں ہے یہ ہر دم کہ اب ڈوبتا ہے
نہیں لیتے کروٹ مگر اہلِ کشتی
پڑے سوتے ہیں بیخبر اہلِ کشتی

عرب جسکا چرچا ہے یہ کچھ وہ کیا تھا
جہاں سے الگ اک جزیرہ(۱) نما تھا
زمانے سے پیوند جسکا جدا تھا
نہ کشورستاں تھا نہ کشورکشا تھا

تمدن[4] کا اوس پر پڑا تھا نہ سایا
ترقی کا تھا وان قدم تک نہ آیا

یکایک ہوئی غیرتِ حق کو حرکت ۔ بڑھا جانب بوقبیس[1] ابرِ رحمت
ادا خاک بطحا[2] نے کی وہ ودیعت ۔ چلے آتے تھے جسکی دیتے شہادت

ہوئی پہلوے آمنہ[3] سے ہویدا
دعاے خلیل[4] اور نوید مسیحا

وہ نبیوں مین رحمت لقب پانیوالے ۔ مرادین غریبون کی بر لانے والے
مصیبت مین غیرون کے کام آنیوالے ۔ وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والے

فقیرون کا ملجا ضعیفون کا ماوے
یتیمون کا والی غلامون کا مولے

خطا کار سے درگذر کرنے والا ۔ بد اندیش کے دل مین گھر کرنیوالا
مفاسد کا زیر و زبر کرنے والا ۔ قبائل کو شیر و شکر کرنے والا

اوتر کر حرا سے سوے قوم آیا
اور اک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا

مسِ خام کو جس نے کندن بنایا ۔ کھرا اور کھوٹا الگ کر دکھایا
عرب جس پہ قرنون سے تھا جہل چھایا ۔ پلٹ دی بس اک آن مین اسکی کایا

رہا ڈر نہ بیڑے کو موجِ بلا کا
ادھر سے اودھر پھر گیا رخ ہوا کا

سبق پھر شریعت کا اونکو پڑھایا ۔ حقیقت کا گر اونکو اک اک بتایا
زمانہ کے بگڑے ہوؤن کو بنایا ۔ بہت دن کے سوتے ہوؤن کو جگایا

کھلے تھے نہ جو راز اب تک جہان پر

وہ دکھلا دیے ایک پردہ اوٹھا کر

کہ ہے ذات واحد عبادت کے لائق
زبان اور دلکی شہادت کے لائق
اُسی کے ہین فرمان اطاعت کے لائق
اُسی کی ہے سرکار خدمت کے لائق

لگاؤ تو لَو اوس سے اپنی لگاؤ
جھکاؤ تو سر اُسکے آگے جھکاؤ

نصاریٰ نے جس طرح کھایا ہے دہوکا
کہ سمجھے وہ عیسٰیؑ کو بیٹا خدا کا
مجھے تم سمجھنا نہ زنہار ایسا
مری حد سے رتبہ بڑہانا نہ میرا

سب اِنسان ہین وان جس طرح سرفگندہ
اُسیطرح ہون مین بھی اک اوسکا بندہ

بنانا نہ تربت کو میرے صنم تم
نہ کرنا مری قبر پر سر کو خم تم
نہین بندہ ہونے مین کچھہ مجھسے کم تم
کہ بیچارگی مین برابر ہین ہم تم

مجھے دی ہے حق نے بس اتنی بزرگی
کہ بندہ بھی ہون اُسکا اور ایلچی بھی

سکھائی اُنھین نوع انسان پہ شفقت
کہا ہے یہ اسلامیون کی علامت
کہ ہمسایہ سے رکھتے ہین وہ محبت
شب و روز پہونچاتے ہین اُسکو راحت

وہ جو حق سے اپنے لیے چاہتے ہین
وہی ہر بشر کے لئے چاہتے ہین

خدا رحم کرتا نہین اُس بشر پر
نہ ہو درد کی چوٹ جسکے جگر پر
کسیکے گر آفت گزر جائے سر پر
پڑے غم کا سایہ نہ اُس بے اثر پر

کرو مہربانی تم اہلِ زمین پر
[illegible]

خلیفہ تھے امت کے ایسے نگہبان
ہو گلہ کا جیسے نگہبان چوپان
سمجھتے تھے ذمی و مسلم کو یکسان
نہ تھا عبد و حر مین تفاوت نمایان
کنیز اور بانو تھین آپس مین ایسی
زمانہ مین مان جائی بہنین ہون جیسی

گھٹا اک پہاڑون سے بطحا کی اٹھی
پڑی چار سو یک بیک دھوم جسکی
کڑک اور دمک دور دور اسکی پہونچی
جو ٹیگس پہ گرجی تو گنگا پہ برسی
رہے اوس سے محروم آبی نہ خاکی
ہری ہو گئی ساری کھیتی خدا کی

لئے علم و فن انسے نصرانیون نے
کیا کسب اخلاق روحانیون نے
ادب انسے سیکھا صفاہانیون نے
کہا بڑھ کے لبیک یزدانیون نے
ہر اک دل سے رشتہ جہالت کا توڑا
کوئی گھر نہ دنیا مین تاریک چھوڑا

ارسطو کے مردہ فنون کو جلایا
فلاطون کو پھر زندہ کر کے دکھایا
ہر اک شہر و قریہ کو یونان بنایا
مزا علم و حکمت کا سبکو چکھایا
کیا بر طرف پردہ چشم جہان سے
جگایا زمانے کو خواب گران سے

مورخ ہین جو آج تحقیق والے
تفحص کے ہین جنکے آئین نرالے
جنھون نے ہین عالم کے دفتر کنگالے
زمین کے طبق سر بسر چھان ڈالے
عرب ہی نے دل انکے جا کر ابھارے
عرب ہی سے وہ پھر نے سیکھے ترارے

ہوا گو کہ پامال بستان عرب کا
مگر اک جہان ہے غزل خوان عرب کا
ہرا کر گیا سبکو باران عرب کا
سپید و سیاہ پر ہے احسان عرب کا
وہ قومین جو ہین آج سرتاج سبکی
گھمونڈی رہین گی ہمیشہ عرب کی

[illegible] لگا اب
وہ دنیا [illegible] لگے اب

بھرے ڈھنگ سب اپنے بچھڑنے لگے اب　　بنے تھے وہ جیسے بگڑنے لگے اب
ہری کھیتیان جل گئین لہلہا کر　　گھٹا کھل گئی سارے عالم مین چھا کر

ملے کوئی ٹیلہ اگر ایسا اونچا　　کہ آتی ہو وان سے نظر ساری دنیا
چڑھے اوسپہ پھر اک خردمند دانا　　کہ قدرت کے دنگل کا دیکھے تماشا
تو قومون مین فرق اسقدر پائیگا وہ　　کہ عالم کو زیر و زبر پائیگا وہ

وہ دیکھیگا ہر سو ہزارون چمن وان　　بہت تازہ تر صورت باغ رضوان
بہت اُنسے کمتر پہ سرسبز و خندان　　بہت خشک اور بے طراوت مگر ہان
نہین لائے گو برگ و بار انکے پودے　　نظر آتے ہین ہونہار انکے پودے

پھر اک باغ دیکھیگا اُجڑا سراسر　　جہان خاک اوڑتی ہے ہر سو برابر
نہین تازگی کا کہین نام جس پر　　ہری ٹہنیان جھڑ گئین جسکی جل کر
نہین پھول پھل جسمین آنیکے قابل　　ہوے روکھ جسکے جلانیکے قابل

جہان زہر کا کام کرتا ہے باران　　جہان آکے دیتا ہے رو ابر نیسان
تردد سے جو اور ہوتا ہے ویران　　نہین راس جسکو خزان اور بہاران
یہ آواز پیہم وہان آ رہی ہے　　کہ اسلام کا باغ ویران یہی ہے

زمانہ مین ہین ایسی قومین بہت سی　　نہین جنمین تخصیص فرماندہی کی
پہ آفت کہین ایسی آئی نہ ہوگی　　کہ گھر گھر پہ یان چھا گئی آکے پستی
چکور اور شہباز سب اوج پر ہین　　مگر ایک ہم ہین کہ بے بال و پر ہین

امیرون کا عالم نہ پوچھو کہ کیا ہے　　خمیر اُنکا اور اُنکی طینت جدا ہے
سزاوار ہے اُنکو جو ناسزا ہے　　روا ہے اُنھین سبکو جو ناروا ہے
شہ بیت ہوئی ہے نکو نام اُنسے　　بہت فخر کرتا ہے اسلام اُنسے

طبیعت اگر لہو و بازی پہ آئی　　تو دولت بہت سی اسی مین لٹائی

جو کی حضرت عشق نے رہنمائی　　تو [illegible] گردی کی پھر سے گھر کی دم میں صفائی
پھر آخر لگے [illegible]
[illegible] اٹھانے　　یونہیں بٹ گئیں یاں ہزاروں گھرانے

رہے ہم نہ قول پیمبر　　کہ ہیں سب مسلمان باہم برابر
برادر ہے جب تک برادر کا یاور　　معین اسکا ہے خود خدا وند داور
تو آئی نہ بیڑے پر اپنے تباہی　　فقیری میں بھی کرلی ہم پادشاہی

سعادت بڑی اوس زمانہ کی یہ تھی　　کہ جھکتی تھی گردن نصیحت پہ سبکی
نہ کرتے تھے خود قول حق سے خوشی　　نہ لگتی تھی حق کی اونہیں بات کڑوی
غلاموں سے ہو جاتے تھے بند آقا　　خلیفہ سے لڑتی تھی اک ایک بڑھیا

ہنر ہم میں جو ہیں وہ معلوم ہیں سب　　علوم اور کمالات معدوم ہیں سب
چلن اور اطوار مذموم ہیں سب　　فراغت سے دولت سے محروم ہیں سب
جہالت نہیں چھوڑتی ساتھ دم بھر　　تعصب نہیں بڑھنے دیتا قدم بھر

شریفوں کی اولاد بے تربیت ہے　　تباہ انکی حالت بری انکی گت ہے
کسیکو کبوتر اڑانے کی لت ہے　　کسیکو بٹیریں لڑانے کی دھت ہے
چرس اور گانجے پہ شیدا ہے کوئی　　مدک اور چنڈو کا رسیا ہے کوئی ؞

اگر شش جہت میں کوئی دلربا ہے　　تو دل انکا نادیدہ اسیر فدا ہے
اگر خواب میں کچھ نظر آگیا ہے　　تو یاد اسکی دن رات نام خدا ہے
بھری سبکی وحشت سے روداد ہے یاں　　جسے دیکھیے قیس و فرہاد ہے یاں

جہاز ایک گرداب میں پھنس رہا ہے　　پڑا جس سے جوکھوں میں چھوٹا بڑا ہے
نکلنے کا رستہ نہ بچنے کی جا ہے　　کوئی ان میں سوتا کوئی جاگتا ہے
جو سوتے ہیں وہ مست خواب گراں ہیں　　جو بیدار ہیں انپہ خندہ زناں ہیں

کوئی انسے پوچھے کہ ای ہوش والو　　کس امید پر تم کھڑے ہنس رہے ہو